مکتبہ کیسے بنائیں؟

محاضرہ

مفتی عبید الرحمان صاحب
رئیس دارالافتاء والارشاد مردان

مکتبہ دارالتقوی، مردان

فہرستِ مضامین

تمہید ۴
مکتبہ کی اہمیت: ۵
مکتبہ کے چند فوائد: ۵
جمع کتب سے متعلق کچھ نقصانات ۷
مکتبہ بنانے کے دو طریقے: ۸
علم التفسیر: ۱۰
علوم القرآن: ۱۰
تفاسیر القرآن: ۱۲
علوم الحدیث: ۱۶
اصول حدیث: ۱۷
احناف کے اصول حدیث: ۱۹
متون حدیث: ۲۲
شروح حدیث: ۲۴
علم فقہ (حنفی): ۲۷
علم اصول فقہ: ۳۰
اصول فقہ کی دوسری شاخ: ۳۳
علم الکلام: ۳۵
علم الکلام کی دوسری شاخ: ۳۹

اجناس العلوم یا اسماء العلوم اور معاجم: ۴۱

تصوف: ۴۳

علم المنطق: ۴۵

علم لغت: ۴۷

سیرت: ۴۹

دوسرا شعبہ عملی سیرت: ۵۴

خاتمہ: ۵۵

تمہید

بسم الله الرحمن الرّحيم. الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكّل عليه. أمّا بعدُ:

آج کے اس ترقی یافتہ دور میں جہاں حصول علم کے بہت سارے ذرائع موجود ہیں، اور آئے روز اس میں نت نئی چیزیں اور سہولیات سامنے آرہی ہیں، لیکن ان سب کے باوجود کتاب کی ایک خاص اہمیت ہے، اس اہمیت کا اندازہ اس سے بآسانی لگایا جاسکتا ہے کہ ڈیجیٹل جدید مکتبات اور سہل اسباب علم کے ہوتے ہوئے بھی کتاب کے چھاپنے میں کمی نہیں آئی، بلکہ آئے روز اس میں اضافہ دیکھنے کو ملتا ہے، جو اس بات کی واضح دلیل ہیں کہ کتاب نے اپنا مقام نہیں کھویا ہے اور لوگ اب بھی کتاب کی طرف حاجت محسوس کرتے ہیں۔

علوم اسلامیہ کے ہر نوع پر بیش بہا کتابیں تصنیف ہو چکی ہیں، لیکن ہر شخص کے لئے ان سب کتابوں کا یا ان میں سے ایک اچھی خاصی تعداد کا جمع کرنا بہت مشکل امر ہے، ہر کوئی کتابیں خریدنے کی استعداد نہیں رکھتا، اور جو خریدنے کی استعداد رکھتا ہے وہ بھی اکثر رطب ویابس جمع کرنے میں لگا رہتا ہے، اہم کتابوں کی طرف التفات کم ہوتی ہے، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کثرت کتب کے باوجود مکتبہ میں کوئی خاص مواد نہیں ہوتا۔ اسی وجہ سے ضروری سمجھا گیا کہ مکتبہ کی اہمیت، فوائد و نقصانات، مکتبہ بنانے کے طریقہ کار اور وہ کتب جو ہر فن میں اصل اور بنیاد کا درجہ رکھتی ہیں، اور فن کی دوسری کتب سے مستغنی کرتی ہو، ان پر بات کی جائے، تاکہ ہر طالب علم کو اپنی مالی استعداد کے بقدر اچھا خاصا مواد جمع کرنے میں آسانی ہو۔

واضح رہے کہ یہاں جن کتابوں کی جو حیثیت واہمیت ذکر ہو گی ،وہ میرے محدود تجربہ اور فکر ومطالعہ کے مطابق ہو گی، ضروری نہیں ہے کہ وہ بالکل حتمی ہو اور اس میں دوسری رائے نہ ہو۔

مکتبہ کی اہمیت:

مکتبہ کی اہمیت کیا ہے ؟ ظاہر ہے آدمی کتابیں مطالعہ کے لئے خرید تا ہے ،اس سے کچھ سیکھتا ہے اور پھر اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے، تو یہ ایک دینی شعبہ ہے ۔لہذا کتابوں کی خریداری کے سلسلے میں کچھ خرچ کرنا، کچھ مال لگانا یہ دین کے لئے خرچ کرنا ہے، یہ صدقہ بھی ہے اور امت کی خدمت کا بہترین ذریعہ بھی ہے۔

مکتبہ کے چند فوائد:

ذیل میں مکتبہ کے کچھ اہم فوائد کا ذکر کیا جاتا ہے:

۱: مکتبہ بنانا ایک کار ثواب ہے۔

۲: یہ خدمت دین کا بہترین ذریعہ ہے ، کیونکہ علمی لحاظ سے دین کی جو خدمت ہو سکتی ہے وہ کتابوں کی مرہون منت ہے۔

۳: مکتبہ بنانا صدقہ جاریہ ہے ، آپ نے کوئی کتاب خریدی، کئی سالوں تک اس سے استفادہ ہوتا رہے گا، کتاب کی بوسیدگی اور دیمک لگنے میں لمبا عرصہ لگتا ہے،، خریدنے والا نہیں رہے گا، لیکن کتاب رہے گی ،اس سے استفادہ کرنے والا ہونگے، تو یہ سارا صدقہ جاریہ ہے اور اس کے ثمرات دھوکہ کھانے والی آنکھ بند ہونے کے بعد ظاہر ہوں گے۔

۴: چوتھا اہم فائدہ یہ ہے کہ آدمی اس کے ذریعہ سے بیسیوں سالوں کے تجربات سے تھوڑے وقت میں استفادہ کر سکتا ہے، مصنف نے جن نتائج تک پہنچنے میں دسیوں، بیسوں سال لگائے وہ آپ چند منٹ یا زیادہ سے زیادہ چند دنوں تک حاصل کر لیتے ہیں۔ آپ دیکھیں مولوی عبد الحق صاحبؒ جو بابائے اردو کہلاتے ہے، حکومت وقت نے ان کو معجم تیار کرنے لئے نوکری پر رکھا، انہوں نے بہت زیادہ زمانہ گزارا اور چند الفاظ ہی لکھے، مثلا: "الف" ظاہر ہے کہ معجم تیار کرنا کوئی آسان کام نہیں، ایک زبان کے "الف" سے جتنے الفاظ آسکتے ہے سب کو نوٹ کرنا، ان کے معانی، مفاہیم اور طریقہ استعمال لکھنا یہ کوئی آسان کام نہیں ہے، اس کے لئے برسوں فکر و نظر کی ضرورت ہے، تلاش اور تتبع کی بھی ضرورت ہوتی ہے، تو کچھ لوگوں نے شکایت کی کہ یہ تو ویسے حکومت کا پیسہ ضائع کرتا ہے، تنخواہ لیتا ہے، ابھی تک ایک "الف" سے نہیں نکلا، تو حضرت نے کہا چلو آپ لوگ ہی کر لیں۔ یہ کام ہی ایسا ہے، اس کا مزاج ایسا ہے کہ اس کے لئے برسہا برس کی محنت درکار ہے۔

حاصل یہ کہ مختلف موضوعات پر جو کتابیں لکھی جاتی ہیں، یہ بڑوں کے سالہا سال کے تجربات کا نچوڑ ہوتا ہے، کتاب کی مدد سے آدمی اس کو جلدی حاصل کر لیتا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ یہ بہت بڑا فائدہ ہے۔ اگر آپ خود عملی طور پر یہ کام کرتے تو دس بیس سال گزر جانے کے بعد آپ کی عقل ٹھکانے آتی، لیکن ابھی آپ کو سو(۱۰۰) روپے میں یا ہزار (۱۰۰۰) روپے میں مفت میں وہ چیز ملتی ہے، تو ظاہر ہے کہ کتابیں بہت بڑی سوغات ہیں۔ اس کے یہ چار، پانچ بڑے بڑے فوائد ہیں۔

جمع کتب سے متعلق کچھ نقصانات

ہمارے ہاں مزاج بن چکا ہے کہ اکثر ہم نیک کاموں میں بھی حدود سے تجاوز کر جاتے ہیں اور شیطان کے چالوں میں آکر نیکی کو گناہ بنادیتے ہیں، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے حبک الشئ یعمی ویصم محبت آدمی کو ایسا پاگل بنادیتی ہے کہ پھر اس کو ہوش نہیں رہتا۔ ذیل میں کچھ بڑے بڑے نقصانات درج کئے جاتے ہیں جن سے بچنا از حد ضروری ہے، ورنہ یہ نیکی وبال جان بن جائے گی:

۱: اس کا جو بڑا نقصان ہے، تکاثر اور تفاخر ہے، جو دور جاہلیت میں عام تھا، جس کی مذمت قرآن مجید میں فرمائی: "الھٰکم التکاثر حتی زرتم المقابر"

یہ مرض بڑھتی جارہی ہے، مکتبہ بنانے والوں، کتابیں جمع کرنے والوں کے اندر تکاثر اور تفاخر بڑھنے لگا ہے، اس کا اندازہ تب ہو گا جب آپ مکتبوں میں بیٹھیں گے، مکتبہ بنانے والے، چلانے والے لوگوں کے ساتھ آپ کا تعلق بڑے گا، تب آپ کو احساس ہو گا، ہر کسی کی زبان پر یہ ہے میرے ہاں یہ بھی ہے، آپ کے ہاں ہے؟ میرے پاس اتنی کتابیں ہیں، آپ کے پاس ہیں؟ یہ خطرناک رویہ ہے، یہ رویہ صحیح دینی کام کو بھی دینیت اور لِلّٰہیت سے نکال کر کسی اور زمرے میں داخل کر لیتی ہے۔ خصوصا تفاخر کا مرض تو بہت بڑی مضرت ہے، اس سے وہ للّٰہیت و دینیت جس مقصد کے لئے ہم کتابیں پڑھتے ہیں، جمع کرتے ہیں اور اس پر پیسے خرچ کرتے ہیں، وہ بالکل بھی برقرار نہیں رہتی،، اس سے وہ دینی کام خواہ مخواہ ریاء کے زمرے میں داخل ہو جاتا ہے۔

۲:دوسرا بڑا نقصان یہ ہے کہ بعض اوقات کتابوں کے جمع کرنے اور جمع کے بعد کتابوں سے اشتغال میں دینی احکام کی رعایت نہیں رکھی جاتی۔

لوگوں سے بھیک مانگ کر کتابیں جمع کئے جاتے ہیں، اور مطالعہ کا اہتمام نہیں کرتے، یا اس کے علاوہ دیگر ناجائز طریقہ سے مال جمع کر اس پر کتابیں خریدنا بہت نقصان کی بات ہے۔

اسی طرح بسا اوقات دیکھا گیا ہے، کہ بڑا محقق ہوتا ہے لیکن نماز، جماعت اور دیگر عبادات کا اہتمام نہیں کرتے، اور کہتے ہیں یہ مقصودی عبادت نہیں بلکہ ذرائع ہے، حالانکہ یہ بہت نقصان کی بات ہے۔

مکتبہ بنانے کے دو طریقے:

مکتبہ بنانے کے دو طریقے ہیں:(۱)انتخاب(۲)استیعاب

استیعاب:

استیعاب کا مطلب یہ ہے کہ ہر قسم کی کتاب کو جمع کرنا۔ بعض مکتبے ایسے ہوتے ہیں، جنہیں ہر موضوع اور ہر فن سے متعلق کتاب حاصل کرنے کا شوق ہوتا، یہ نہیں دیکھتے اس کتاب میں کیا ہے ؟ مفید ہے ؟ غیر مفید ہے ؟ انہیں ان باتوں سے کچھ سروکار نہیں ،بس جس چیز پر کتاب کا اطلاق ہوتا ہے یا ہو سکتا ہے، اس کو جمع کرنا ان کا پیش نظر ہوتا ہے۔ ایسے مکتبے دنیا میں بہت زیادہ ہیں، دوبئی میں "مرکز علی ماجد" کے نام سے ایک مکتبہ ہے، وہاں کتابیں جمع کرنے پر اتنا سرمایہ خرچ کرتے ہیں کہ آپ تصور بھی نہیں کرسکتے اور دنیا جہاں کے کسی کونے میں کوئی کتاب ہو، اس کو جمع کر لیتے ہیں۔

یہ طریقہ بھی اچھا ہے، بعض مکتبوں میں لاکھوں کتابیں ہوتی ہیں اور جن کو تحقیق اور مطالعہ کا مزاج نصیب ہوتا ہے وہ ہر چیز پڑھ سکتے ہیں ۔مغرب میں استیعاب کا مزاج بہت زیادہ ہے، مغرب امریکہ وغیرہ میں جتنے بڑے بڑے مکتبے ہیں اتنے مشرق میں مسلمانوں کے پاس نہیں۔

لیکن ہر کسی کی یہ استطاعت نہیں ہوتی کہ ہر چیز خرید لے، یہ تو ملکی، یا علاقائی سطح پر کرنے کا کام ہے۔اس کے لئے بہت بڑی بجٹ کی ضرورت ہوتی ہے، جو کہ ہر کسی کے پاس نہیں۔

انتخاب:

انتخاب کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ بقدر ضرورت کتابیں جمع کرنا، یہاں پر ضرورت ایک ایسا لفظ ہے کہ اس کا کوئی پیمانہ مقرر نہیں کیا جاسکتا، البتہ اتنا ہے کہ انسان ہر فن اور علم میں وہ کتابیں جمع کرلیں جو اس کو دیگر کتب سے مستغنی کرسکے، یا ان کتابوں کو پڑھنے اور مطالعہ کرکے اس فن میں مہارت حاصل کرسکے، اس کو آپ انتخاب سے تعبیر کرلیں تو اچھا ہے، چونکہ استیعاب ہمارے بس کی بات نہیں تو ہم انتخاب کرلیتے ہیں۔

اب ہر فن اور ہر علم میں وہ کونسی کتابیں ہیں کہ اگر آدمی ان کو جمع کرلیں اور پڑھ لیں تو وہ اس کے لئے کافی ہوسکتی ہیں اور وہ دوسری کتابوں سے مستغنی ہوسکتا ہے۔اب یہ انتخاب مختلف تجربات ہوتے ہیں، یہ کوئی حتمی بات نہیں ہوتی، ہر ایک کا اپنا تجربہ ہوتا ہے، لیکن کافی سوچ وبچار کے بعد یہ اندازہ لگایا جاتا ہے اور انتخاب

کیا جاتا ہے، تو اس میں اکثر خیر ہی ہوتا ہے، اب ہم نے کچھ فنون جمع کئے ہیں اور ہر فن کے مغنی کتب پیش کئیں ہیں، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

علم التفسیر:

علم التفسیر کی دو شاخیں ہیں

۱: علوم القرآن ۲: علوم التفسیر

علوم القرآن:

علوم القرآن میں قرآن کریم کے متعلق مختلف مباحث ہوتی ہیں، درس نظامی میں اس موضوع پر "الفوزالکبیر" اور "التبیان فی علوم القران" دو کتابیں پڑھائی جاتی ہیں، علوم القرآن پر کافی کتابیں لکھی گئیں ہیں، جن میں سے چند اہم تصانیف کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے:

البرھان فی علوم القرآن:

اس فن میں سب سے پہلے جو کتاب لکھی گئی وہ "البرھان" علامہ محمد بن بہادر الزرکشیؒ کی ہے ۔یہ چھٹی صدی ہجری کے شافعی المسلک بزرگ ہے، ان کی بہت مفید کتابیں ہیں۔"البرھان" میں انہوں نے علوم القرآن کے تقریبا سینتالیس(۴۷)انواع قائم کئے ہیں۔

الاتقان فی علوم القرآن:

علامہ زرکشیؒ کے تقریبا دوسوں (۲۰۰) سال بعد علامہ سیوطیؒ تشریف لائے، انہوں نے "الاتقان فی علوم القرآن" کے نام سے ایک بہترین کتاب لکھی، اس کتاب میں علامہ سیوطیؒ نے علوم القرآن کے اسی(۸۰)انواع قائم کئے۔

الزیادۃ والاحسان فی علوم القرآن:

علامہ سیوطیؒ کے بعد ایک حنفی عالم " علامہ ابن عقیلہ المکی" آئے اور انہوں نے " الزیادۃ والاحسان فی علوم القرآن "کے نام سے کتاب لکھی ،اس میں علوم القرآن کے (۱۵۴) انواع ہیں۔ یہ کتاب دس جلدوں میں چھپی ہے، اس کی اچھا نسخہ مرکزالبحوث والدراسات کا ہے۔

مناہل العرفان:

علامہ ابن عقیلہؒ کے بعد مصر کے ایک بڑے عالم علامہ محمد عبدالعظیم زرقانیؒ کا نام آتا ہے، انہوں نے "مناہل العرفان " کے نام سے کتاب لکھی۔ ان سابقہ کتابوں میں صرف علوم القران سے بحث کی گئی ہے، لیکن "مناہل العرفان" مزید خصوصیت کی حامل ہے وہ اس طرح کہ چونکہ علامہ زرقانیؒ مصر کے رہنے والے تھے اور مصر میں تجدد و استشراق کا لاوا بہہ پڑا تھا، فتنے نمودار ہوئے تھے ،مستشرقین گولڈزیہر وغیرہ قرآن کا مطالعہ کرکے اس پر جو اعتراضات کرتے تھے ، علامہ زرقانیؒ نے مناہل العرفان میں ان کاخوب جائزہ لیاہے ،تو اس لحاظ سے یہ کتاب خصوصیت کی حامل ہے۔

اس عاجز کے خیال میں علوم القرآن سمجھنے اوراس میں مہارت کیلئے "الزیادۃ والاحسان فی علوم القرآن "اور" مناہل العرفان " کافی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ "البرھان"اور "الاتقان" کے تمام مباحث ان دو کتابوں کے اندر سموئے ہوئے ہیں، ان کی ضرورت نہیں ہے، البتہ بقدر ضرورت مطالعہ کرسکتے ہیں۔

تفاسیر القرآن:

علوم التفسیر سے مراد قرآن کے تیس پاروں کی تفسیر ہے ،تفاسیر میں کونسی کتابیں کافی ہے ؟تو علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے غالباًملفوظات میں لکھاہے کہ قران کریم کی دو لاکھ تفاسیر لکھی گئیں ہیں ، بعض لوگوں نے اس پر کشمیری صاحبؒ کا مذاق اڑایااور خوب اپنابڑاس نکالا، لیکن بلا تحقیق کسی کی بات کا مسخرہ بنانا مناسب نہیں ،انہوں نے اپنے تجربہ اور اندازہ سے کہا ہو گا، بلا وجہ اس کو مبالغہ نہیں کہنا چاہیے، آپ دیکھیں کشمیریؒ کے بعد ان کے شاگردوں نے کئی تفاسیر لکھے ہیں اور مزید یہ سلسلہ جاری ہے۔

اب اس میں کونسی تفاسیر زیادہ مفید اور دیگر ذخیرہ تفاسیر سے مستغنی کرنے والی تفاسیر ہیں؟ تو اس حوالہ سے علامہ سید محمد یوسف بنوری صاحبؒ نے "یتیمۃ البیان "میں لکھاہے کہ تفاسیر تو بہت ہیں، لیکن ہمتیں کمزور پڑھ گئی، جمع کرنا بھی مشکل ہیں ،پڑھنا بھی مشکل ہیں ، سمجھنا بھی مشکل ہیں، ہمارے حضرت علامہ کشمیری صاحبؒ نے فرمایا تھا کہ چار تفاسیر ایسی ہیں کہ آدمی اگر ان کو پڑھ لیں، تو اس کے بعد وہ تفسیر کے باب میں مستغنی رہ سکتاہے، اگر اور تفاسیر نہ بھی پڑھ لیں تو بس یہی چار کافی ہیں، وہ چار تفاسیر یہ ہیں:

مفاتیح الغیب معروف ب تفسیر کبیر:

"تفسیر کبیر"علامہ امام فخر الدین رازیؒ کی ہے، یہ تفسیر بہت باریک تفسیری نکات پر مشتمل ہے، امام رازی چونکہ علم الکلام کے امام ہے تو عقائد اور الہیات میں انہوں نے عقلی دلائل کے ساتھ حق کا اثبات اور اہل اہواء کے دلائل اور

اعتراضات کا بہترین رد کیا ہے، اور طبیعیات میں بھی زمین، آسمان، حیوانات اور جمادات پر مفصل عقلی بحث کی ہے، لہذا کلامی مسائل میں یہ تفسیر اہل سنت کے لئے اصل کا درجہ رکھتی ہے۔

تفسیر ابن کثیر:

تفسیر "ابن کثیر" علامہ عماد الدین ابن کثیرؒ کی ہے، تفسیر ابن کثیر دراصل علامہ طبریؒ کی "جامع البیان" کی تلخیص ہے۔ جو کہ تفسیر بالماثور کا بہت بڑا خزانہ ہے، حضرت کشمیریؒ نے فرمایا کہ تفسیر ابن کثیر، تفسیر ابن جریر طبری سے مستغنی کرتی ہے، علامہ ابن کثیر نے اس میں راویوں پر بحث کے ساتھ احادیث کے درجات (صحیح وسقیم) میں فرق بھی کیا ہے۔

تفسیر ابی السعود:

یہ محمد بن محمد العمادی کی تفسیر ہے، مفتی ابی السعود خلافت عثمانیہ کے مفتی تھے، بڑے آدمی گزرے ہے، حنفی المسلک عالم ہے، ان کا "ملا مسکین شرح کنز" پر حاشیہ بھی ہے، تفسیر ابی السعود کا اصل نام "ارشاد العقل السلیم الی مزایا الکتاب الکریم" ہے، لیکن "تفسیر ابی السعود" کے نام سے مشہور ہے، یہ تفسیر ترکی اور پاکستان دونوں میں چھپی ہے، اس میں جو خاص چیز ہے وہ قران کریم کے متعلق بلاغت، بیان اور بدیع وغیرہ کے نکات ہیں، اس کے ساتھ ساتھ تصوف سے متعلق نکات بھی ہیں۔ علامہ زمخشری کی "تفسیر کشاف" جو کہ خود ایک بہترین تفسیر ہے، لیکن اعتزال کے اثرات ان میں پائے جاتے ہیں "تفسیر ابی السعود" میں کشاف سے اعتزال کے اثرات صاف کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

تفسیر روح المعانی:

چوتھی تفسیر "روح المعانی "علامہ سید محمود آلوسیؒ کی ہے ۔علامہ محمود آلوسی ،علامہ شامی کے معاصر ہے ،عراق کے رہنے والے تھے اور پکے حنفی ہے ،بہت وسیع المطالعہ شخصیت ہے ،ان کی بہت ساری کتابیں ہیں ،اگر چہ ان میں سے مشہور بہت کم ہے، لیکن الحمدللہ چھپی ہیں ،روح المعانی میں کمال کی بات یہ ہے کہ جتنی تفاسیر پہلے لکھی گئی تھی اور سب کے جو مزایا تھے ،ان سب کو جمع کرنے کی پوری کوشش فرمائی ہے۔

''تفسیر کبیر ''میں معقولی مباحث اور ''تفسیر ابن کثیر ''میں منقولی مباحث ہیں ، ''روح المعانی ''ان دونوں قسم کے مباحث کا جامع ہے،اس کے ساتھ تصوف سے متعلق فوائد اور نکات بھی جمع کرتے ہیں، گویا کہ پچھلے تمام تفاسیر کے خصوصات کا جامع ہے، کیونکہ علامہ آلوسیؒ سب سے متاخر گزرے ہیں ان کے سامنے یہ تمام تفاسیر موجود تھے اور ان سے استفادہ کرتے، اور ان کو جمع کرنے کی کوشش کرتے۔

حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب نے ''علوم القرآن ''میں لکھا ہے کہ مجھے بھی یہ چار تفاسیر پسند ہے ،البتہ میں ایک اور کتاب کا اضافہ کرتا ہوں اور وہ تفسیر قرطبی ہے۔

تفسیر قرطبی:

''تفسیر قرطبی'' علامہ قرطبی کی ہے ۔قرطبہ اندلس کا مشہور شہر ہے، مسلمانوں کے دور اقتدار میں کتابوں،مکتبوں کے حوالے سے بڑا مشہور تھا۔ قرطبہ کی ایک

علمی تاریخ ہے، اس کی جامع مسجد اور اس کے جو مکتبے تھے وہ عجیب وغریب تھے، وہاں کے سائنس و ٹیکنالوجی کو جاننا ہو تو " اغابر الاندلس وحاضرھا " کو پڑھیں، اس میں اندلس کے عجیب وغریب قصے لکھے ہیں، امام قرطبی کو اللہ تعالی نے مختلف علوم میں مہارت سے نوازا تھا انہوں نے اپنی تفسیر میں ادب، لغت، تفسیر بالماثور کا اہتمام کیا ہے، اور بہت ساری اسرائیلی روایات اور قرآنی آیات میں تطبیق کا بھی اہتمام کیا ہے، اور تفاسیر کے میدان میں یہ کتاب ایک اعلی اور اصل کا مقام رکھتی ہے۔

البتہ میری رائے یہ ہے کہ اردو میں بھی دو تفسیریں بہت ضروری ہیں ایک حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی تفسیر "بیان القرآن" ہے۔

بیان القرآن:

اس کے مختلف نسخے ہیں، اب شائد بشری والوں نے بھی چھاپی ہے، اس تفسیر میں حضرت تھانویؒ نے بہت علمی اور تفسیری نکات بیان فرمائے، ادب، بلاغت اور خصوصا تصوف کے باریک نکات بیان فرمائے ہیں اور اس کے لئے خصوصی عنوان قائم کرتے ہیں۔

قرآن عزیز:

یہ حضرت مولانا احمد علی لاہوری صاحبؒ کا مختصر ترجمہ اور خلاصہ قرآن ہے جو " قرآن عزیز " کے نام سے چھپا ہے، کہنے کو تو اس میں صرف ربط آیات اور خلاصہ سورور کوع ہی ہیں لیکن انہی مختصر جملوں میں بہت سے ایسے نکتے واشارات ملتے ہیں جن سے دسیوں تفاسیر خالی ہوتے ہیں اور ایک خاص بات اس تفسیر کی یہ ہے کہ

اس میں "اعتبار و عبرت لینے کا" خصوصی اہتمام کیا گیا ہے جس کے نتیجہ میں قرآن کریم صرف ماضی کے قصہ کا حامل نہیں رہتا بلکہ ہر جگہ سے وقت کے مناسب نہایت مفید عبرت و موعظت کا سامان ہاتھ آجاتا ہے۔

حضرت کا جو پورا درس قرآن اور تفسیر ہے اس پر مولانا سمیع الحق صاحبؒ نے کام کیا ہے، تقریبا کام آخر تک پہنچایا تھا کہ حضرت کی شہادت ہوئی، اب اس پر نظر ثانی کا کام جاری ہے اگر یہ تفسیر چھپ جائے- اللہ تعالی کے فضل و کرم سے- تو یہ ایک بہترین کاوش ہوگی۔ حضرت لاہوری صاحبؒ کا جو انداز تفسیر ہے وہ مولانا عبید اللہ سندھی صاحبؒ کا طرز ہے۔ مولانا عبید اللہ سندھی صاحبؒ حضرت لاہوریؒ کے سوتیلے باپ بھی تھے اور خسر بھی، اور سندھی صاحبؒ نے پوری زندگی حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے کتابوں کو سمجھنے اور پھیلانے میں گزاری ہے۔ یہ کل سات تفاسیر ہو گئیں۔

الاسرائیلیات والموضوعات فی کتب التفسیر:

تفسیر کے باب میں ایک مشکل اسرائیلی اور جھوٹی روایات کی پیش آتی ہے، اس کے حل کے لئے "الاسرائیلیات والموضوعات فی کتب التفسیر" دکتور محمد بن محمد ابو شہبۃ کی کتاب چھپ چکی ہے، یہ اس موضوع پر بہترین کتاب ہے۔

علوم الحدیث:

علوم الحدیث کے بہت زیادہ انواع ہیں، علوم کا ایک پورا سمندر ہے، لیکن آپ ان کو تین شاخوں میں تقسیم کر سکتے ہے۔

۱: اصول حدیث ۲: متون حدیث ۳: شروح حدیث:

اصول حدیث:

اصول حدیث میں تو کتابیں بہت زیادہ ہیں، لیکن چند کتابیں ایسی ہیں کہ وہ آدمی کے لئے کافی ہو سکتی ہیں، وہ کتابیں درج ذیل ہیں:

مقدمہ ابن الصلاح:

"مقدمہ ابن الصلاح" اصول حدیث کی بنیادی کتاب ہے، علامہ ابن الصلاح شافعی المسلک ہے، ان کی ایک اور مفید کتاب "ادب المفتی والمستفتی" ہے، اس "مقدمہ" میں بہت بہتر طریقے سے اصول حدیث کو مدون فرمایا ہے، اس مقدمہ میں انہوں نے علوم الحدیث کے تقریبا ۶۵ انواع جمع کئے ہیں۔ اس کتاب کی بہت خدمت ہوئی ہے، علامہ زرکشیؒ، علامہ ابن حجر عسقلانیؒ وغیرہ نے اس پر ذیول اور نکت لکھے ہیں، یہ کتاب بہت مقبول ہے، متاخرین سے کسی نہ کسی طرح اس سے استفادہ کیا ہے۔

فتح المغیث:

"فتح المغیث" علامہ شمس الدین سخاویؒ کی ہے، یہ علامہ عراقیؒ کی کتاب "الفیہ عراقی" کی شرح ہے، "الفیہ عراقی" اصول حدیث میں ہیں۔ الفیہ اس کو اس لئے کہتے ہے کہ اس میں اصول حدیث کے متعلق ہزار اشعار ہیں، اس کی مختلف شروحات لکھی گئیں ہیں، اور ان میں سے جو بہترین شرح ہے وہ علامہ سخاویؒ کی "فتح المغیث" ہے، یہ شرح تین جلدوں میں شام سے چھپی ہے۔

تدریب الراوی:

تیسری کتاب علامہ سیوطیؒ کی "تدریب الراوی" ہے، تدریب الراوی دراصل علامہ سخاویؒ کی " التقریب "کی شرح ہے، علامہ سیوطی نے اس پر بہت کام کیا، کتاب کو بڑھایا، مہذب اور منقح کیا، زیادات فرمائے، تدریب الراوی پر علامہ ابن العجمیؒ کا حاشیہ بھی اپنی جگہ ایک مفید حاشیہ ہے۔ تدریب الراوی پر ایک حاشیہ علامہ شیخ محمد عوامہؒ کا ہے، حضرت کو اللہ تعالی نے علوم حدیث کی خدمت کے بہت مواقع نصیب فرمائے ہیں، اپنے استاد شیخ عبد الفتاح ابو غدہؒ کی طرح معتدل مزاج شخصیت ہے، ہمارے اکابر کے مزاج کا آدمی ہے، علم حدیث کے حوالہ سے اپنے برسہابرس کے تجربات اس حاشیہ میں رکھے ہیں۔

ظفر الامانی یا توجیہ النظر الی اصول الحدیث:

علامہ سید شریف جرجانیؒ نے علوم حدیث پر ایک چھوٹا سا رسالہ لکھا ہے، جس کی شرح علامہ عبد الحئ لکھنوی صاحب نے لکھی ہے، اور اس کا نام رکھا " ظفر الامانی "، یہ شیخ عبد الفتاح ابو غدہؒ کی تحقیق کے ساتھ چھپی ہے، یہ کتاب بھی علوم حدیث کے حوالہ سے بہت مفید ہے، اگر یہ تو علامہ طاہر جزائریؒ کی "توجیہ النظر الی اصول الاثر" ہے، آپ کے پاس ہونا چاہیے، اس پر بھی شیخ عبد الفتاح ابو غدہ صاحبؒ نے تحقیق کی ہے۔ شیخ عبد الفتاح ابو غدہؒ نے اپنے مزاج و مذاق ان دونوں تحقیقات میں خوب استیعاب سے کام لیا ہے۔

احناف کے اصول حدیث:

ایک اہم بات یہ ہے کہ ہمارے احناف کے اصول حدیث پر کونسی کتابیں زیادہ مناسب یا مفید ہیں؟

قفو الأثر فی صفو علوم الاثر:

یہ اس موضوع پر غالبا پہلی با قاعدہ کتاب ہے، اور ایک عرب عالم علامہ رضی الدین محمد بن ابراھیم (المتوفی ۹۷۱ھ) نے لکھی ہے، یہ ابن الحنبلی کے نام سے مشہور ہے، یہ اصول احناف سے متعلق ہے اور علامہ ابو غدہ صاحب رحمہ اللہ کی تحقیق و تعلیق سے چھپا ہے، لیکن یہ بہت مختصر ہے۔

دراسات فی اصول الحدیث علی منہج الحنفیۃ:

اس موضوع پر بہترین اور مایہ ناز کتاب "دراسات فی اصول الحدیث علی منہج الحنفیۃ "ہے، یہ کتاب مولانا عبد المجید ترکمانی صاحب نے حضرت ڈاکٹر عبد الحلیم چشتی صاحبؒ کے تحت الاشراف لکھی ہے، مصنف کو چھوٹی عمر میں اللہ نے بہت کچھ نصیب فرمایا، جب ان کی فراغت ہوئی تو تقریبا بائیس(۲۲)سال کے تھے اور تخصص فی الحدیث بھی بہت مہارت اور محنت کے ساتھ کیا، مصنف نے اس میں احناف کے اصول حدیث کو بہت بسط و تفصیل کے ساتھ جمع کیا ہے اور اس باب میں جو مختلف آراء ہیں ان کو منقح کر کے اکثر جگہ محاکمہ اور ترجیح کی کوشش کی ہے۔یہ کتاب مجلس الدعوۃ والتحقیق الاسلامی جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی سے چھپی ہے۔اس کے بعد بعض اہل علم کے کہنے پر مؤلف صاحب نے اس کی تلخیص بھی کی اور اس میں مزید کچھ اضافات وغیرہ بھی فرمائے جس کے نتیجے میں وہ مستقل

کتاب بن گئی، وہ "المدخل" کے نام سے چھپی ہے، ابھی حال ہی میں پشاور سے بھی وہ چھپ چکی ہے۔

علم تخریج الحدیث:

" تخریج الحدیث "، علامہ یوسف عبد الرحمن المرعشلی کی ہے، مرعشل ترکی کا علاقہ ہے، انہوں نے مختلف علوم کو بہت منقح اور سہل انداز میں پیش کیا ہے، اور ان کی یہ مذکورہ کتاب تخریج الحدیث کے باب میں ایک بہترین کتاب ہے، ابھی حال ہی میں ان کا انتقال ہو گیا، یہ کتاب گجرات کی چھپی ہوئی ہے۔

کتب اسمآء الرجال:

علوم الحدیث سے متعلق ایک ضروری شاخ اسمآء الرجال کی ہے، یہ بہت ضروری اور وسیع فن ہے۔ ہزاروں رواۃ ہیں، ان کے احوال جاننا، روایت حدیث کے باب میں ان کا جو مقام ہے اس کو جاننا اور پھر اس کے مطابق حدیث پر حکم لگانا، یہ بھی ایک مشکل فن ہے، اسمآء الرجال پر کتابیں تو بہت زیادہ ہیں، لیکن جامع ترین کتابیں دو ہیں:

تھذیب الکمال فی اسماء الرجال:

علامہ عبد الغنی المقدسی (المتوفی ۶۰۰ھ) نے کتاب "الکمال فی اسمآء الرجال" لکھی، پھر اس کے بعد علامہ یوسف بن عبد الرحمن المزی آئے، انہوں نے بڑے کمال کے ساتھ "الکمال" کو مہذب بنایا، راوی کا نام، بقدر ضرورت نسب، پھر ان کے شاگرد، پھر ان کے اساتذہ کرام پھر ان کے بارے میں اہل جرح وتعدیل کی آراء، بعض اوقات اس کی مرویات وغیرہ، ان جیسی مختلف باتوں کو بڑے سلیقہ

مندی اور محنت سے سمویا ہے۔اس کا نام "تھذیب الکمال فی اسمآء الرجال "رکھا ہے، یہ کتاب فن اسمآءالرجال کے باب میں کافی ہے، تقریبا تیس جلدوں میں ہے۔

پھر مختلف انداز سے اس فن کی خدمت ہوتی رہی، علامہ ذھبیؒ نے بھی بہت خدمت کی، مختلف انداز سے اس پر کتابیں لکھی اور حافظ ابن حجرؒ نے بھی خوب خدمت کی۔

حافظ مزیؒ،ابن کثیرؒ،ابن تیمیہؒ، ابن قیمؒ یہ تمام حضرات ایک وقت کے آدمی تھے، ایک ہی زمانے میں عجیب وغریب معاصر تھے،،ایک علاقے میں اتنے بڑے بڑے ماہرین جمع ہو جاتے تھے کہ اب پوری دنیا بھی چان مارے اتنے ماہرین یکجا نہیں ملیں گے۔

تقریب التھذیب:

جو دوسری مفید ترین کتاب ہے ،حافظ ابن حجرؒ کی ''تقریب التھذیب ''علامہ ابن حجرؒ نے یہ کیا کہ ان متقدمین کی کتابوں "تھذیب الکمال" وغیرہ کو جمع کیا،اور سب کا خلاصہ نکال کے مزید مباحث کو ختم کر کے تمام رواۃ کو اپنی حد تک جمع کیا،ان کو بارہ طبقوں میں تقسیم کر کے ان کے احکام مقرر فرمائے،اور پھر ہر راوی کو انتہائی مختصر انداز میں ان بارہ طبقوں میں داخل کرتے رہے،بس صرف اتنا لکھا من التاسع ،من الثامن، من السابع جس میں خلاصۃ پوری بات ہوتی ہے۔یہ ایک جلد میں ہے ،بعض جگہ دو جلدوں میں چھپی ہے۔

متون حدیث:

جہاں تک متون حدیث کا مسئلہ ہے ،تو متون حدیث میں آپ نے صحاح ستہ تو پڑھی ہیں، "طحاوی"، "مؤطین" بھی پڑھی ہو گی، نو کتابیں تو آپ نے پڑھی ہیں۔ لیکن ہم چند جامع کتابیں ذکر کرتے ہیں جو آپ کو باقی کتب سے مستغنی کرنے والی ہوں:

جامع الأصول:

متون حدیث میں جامع کتاب جو پہلے لکھی گئی تھی وہ ابن الاثیرؒ کی "جامع الأصول" ہے، "جامع الأصول" میں ابن الأثیرؒ نے اصول ستہ (جن کو صحاح ستہ اور عرب والے کتب ستہ کہتے ہیں) کو ان کی غریب الحدیث کو جمع فرمایا، یہ چھ کتابوں کا مجموعہ ہے۔ پہلے بھی اور بعد میں بھی یہ رواج بن گیا کہ جو محدث آتا ہے، وہ اپنے زمانے تک جتنی کتابیں لکھی ہوتی ہیں سب کو جمع کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

مجمع الزوائد:

"مجمع الزوائد "علامہ ہیثمیؒ کی ہے ۔اس میں طبرانی کے تین "معاجم "تین "مسانید" اور امام احمد بن حنبلؒ، بزارؒ، اور ابو یعلی کے مسانید کو جمع کرنے کی کوشش فرمائی ہے۔

جمع الفوائد:

اس کے بعد پھر "جمع الفوائد" محمد بن محمد بن سلیمان المغربی المالکی کی ہے، اس نے جمع الفوائد میں جامع الاصول اور مجمع الزوائد کو جمع کیا ہے، کل پندرہ (۱۵) کتابوں کو جمع کیا ہے، چھ صحاح ستہ ،مؤطا مالک اور تین طبرانی کے معاجم کو، تین

مسانید (امام احمد بن حنبلؒ، بزارؒ، مسند ابو یعلی) اور زوائد رزین اور سنن دارمی۔ ان پندرہ کتابوں کو جمع کیا ہے، تقریباً دس ہزار (۱۰۰۰۰) سے کچھ اوپر احادیث اس میں آگئے، مظاہر العلوم سہارنپور کے طلباء نے "جمع الفوائد" پر تحقیق کی ہیں، وہاں کے اکابر اور تخصص فی الحدیث کی جو مشرفین حضرات ہیں ان کی نگرانی میں کام ہوا، اور شیخ عوامہ صاحب زید مجدہم نے بھی اس پر تقریظ لکھی ہے، وہ پاکستان سے غالباً دس جلدوں میں چھپی ہے، یہ آپ کے لیے کافی ہے۔

جمع الجوامع:

اس کے بعد علامہ سیوطیؒ آئے تو انہوں نے اس موضوع پر بہت زیادہ کام کیا، علامہ سیوطیؒ کی یہ خواہش تھی کہ میں تمام احادیث کو جمع کروں، انہوں نے "جامع الکبیر" کے نام سے تمام احادیث کو جمع کیا، اب جامع الکبیر "جمع الجوامع" کے نام سے چھپی ہے اور بہت مفید اور مغنی کتاب ہے۔

کنز العمال:

علامہ سیوطی نے "جامع الکبیر" کے نام سے جو کام کیا تھا وہ تھوڑا ادھورا رہ گیا تھا، پھر ہندوستان کے علامہ علی متقی صاحبؒ نے "جمع الجوامع" پر مزید کام کیا، اس میں تقریباً چالیس ہزار (۴۰۰۰۰) سے کچھ اوپر احادیث تھے، اس میں انہوں نے یہ کوشش کی کہ تمام احادیث کو یکجا جمع کیا، تو "کنز العمال" تیار ہوا، لیکن اس میں پتہ نہیں چلتا کہ کونسی حدیث کا کیا مقام ہے اور "جمع الفوائد" میں یہ چیز ہے کہ ہر حدیث کا مرتبہ بیان کیا گیا ہے کہ کونسی حدیث صحیح ہے کونسی ضعیف وغیرہ ہے۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کا جب مرض الموت کے آثار ظاہر ہوئے تو حضرت نے ساری کتابوں کو نکال کر وقف کر دیا، صرف یہ "جمع الفوائد" ان کے پاس رہ گئی تھی۔

شروح حدیث:

شروحات حدیث بہت زیادہ ہیں ،اگر آپ گننا چاہے تو گننا بھی مشکل ہے ، مارکیٹ میں ہر کتاب کی بے شمار شروحات آگئی ہیں، اب کونسی شروحات ایسی ہیں جو دیگر سے مستغنی کرے؟اس حوالہ سے میں نے شاہ عبد العزیز دہلویؒ کی ایک تصریح پڑھی تھی، لیکن تلاش کے باوجود اب نہیں مل رہی، انہوں جو فرمایا وہی بہتر ہے،وہ شروحات یہ ہیں:

معالم السنن:

"معالم السنن" علامہ خطابیؒ کی دو جلدوں میں ابوداؤد کی شرح ہے۔علامہ خطابیؒ کابل افغانستان کے تھے،وہاں بست علاقہ کے رہنے والے تھے۔شافعی المسلک عالم تھے،اس شرح میں بہت مختصر اور مفید تشریحات ہے، جس سے حدیث کے بڑے بڑے مشکل عقدے حل ہو جاتے ہیں، یہ البیلی بہت پیاری کتاب ہے،لوگ اس کی قدر نہیں کرتے۔یہ شرح دو جلدوں میں چھپی ہے۔

المنہاج:

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلم شریف پر "المنہاج" کے نام سے جو حاشیہ ہے یہ بہت بہترین چیز ہے، یہ ایسی شرح ہے کہ تقریبا ہر آنے والے شارح حدیث نے اس سے استفادہ کیا ہے، کوئی حوالہ دیتا ہے، کوئی نہیں دیتا، اس کی سب سے بڑی

خصوصیت امام نوویؒ کی جامعیت، عبقریت ہے کہ وہ فقیہ بھی ہونے کے ساتھ ساتھ ہر باب کے ماہر تھے اور علم پر اپنے آپ کو قربان کیا تھا، العلماء العزابالذین اثروا العلم علی الزواج میں سے تھے۔ اس کتاب کی قدر دانی کرنی چاہیے۔

فتح الباری:

تیسری ضروری شرح حافظ ابن حجرؒ کی "فتح الباری" ہے، اس کتاب کی عظمت کے لئے ابن حجر کا نام ہی کافی ہے کہ ابن حجرؒ جیسی عبقری اور جامع شخصیت نے لکھی ہے، ابن حجر نے اس شرح میں حدیث کی بہت ساری مشکلات کو حل فرمایا ہے اور احادیث پر جمیع انحاء سے سیر حاصل بحث کی ہے، ان کے بعد کے شارحین فتح الباری سے مستغنی نہیں ہوسکتے، سب نے کسی نہ کسی طور پر اس شرح سے استفادہ کیا ہے، فتح الباری کا مطالعہ کرتے ہوئے انسان کی عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ اللہ تعالی نے ان کو کیسے علم اور حافظے سے نوازا تھا۔

جامع العلوم والحکم:

"جامع العلوم والحکم" علامہ حافظ زین الدین ابن رجب حنبلیؒ کی ہے، امام نووی چالیس احادیث کا متن ہے جس کو "اربعین نوویہ" کہتے ہے، (یہ کسی زمانے میں داخل درس تھی، اب بھی جو بعض نظام المدارس وغیرہ ہیں، وہاں پر یہ داخل درس ہے) علامہ حافظ ابن رجب حنبلیؒ نے دس احادیث کا مزید اضافہ فرمایا تو پچاس بن گئی، "جامع العلوم والحکم" ان پچاس احادیث کی شرح ہے۔ اس شرح کا اسلوب اور جامعیت کمال کی ہے، اسی وجہ سے یہ کئی شروح سے ہمیں مستغنی کرتی ہے۔

بعض محققین نے لکھا ہے کہ دو شخصیات ایسے ہیں کہ وہ اگر کسی موضوع پر گفتگو کرنا چاہے ، تو اس موضوع کے متعلق جتنے نصوص ہوتے ہے وہ سب ان کے نوک زبان پر ہوتے ہیں، ایک ابن رجبؒ اور دوسرا ان ہی کے معاصر ابن قیمؒ ہے۔ یہ دونوں معاصرین ہیں۔

اس کیساتھ مزید ان دو کتابوں کا اضافہ مفید رہے گا۔

حجۃ اللہ البالغہ:

ایک شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی "حجۃ اللہ البالغہ "کا اضافہ ۔ دراصل حجۃ اللہ البالغہ کا ایک حصہ احادیث پر مشتمل ہے، اور احادیث کی بہت بہترین توجیہات کی ہے، اس حوالہ سے احادیث کی شرح کے لئے اس کا مطالعہ مفید ہے، حضرت سعید احمد پالن پوریؒ نے لکھا بھی ہے کہ مدرسین کو چاہیے کہ مشکوۃ وغیرہ کے لئے اس کو دیکھ لیا کرے۔ عبید اللہ سندھیؒ نے ایک جگہ لکھا ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہؒ نے صحاح ستہ کی شرح لکھی ہے۔ تو وہ یہی حجۃ اللہ البالغہ ہے۔

تنظیم الاشتات:

چھٹی اور آخری شرح" تنظیم الاشتات "ہے ، یہ ایک جلد میں ہے ،اس میں کمال کی بات یہ ہے کہ ہمارے ہاں احادیث میں تعارض و تطبیق کا سلسلہ چلتا رہتا ہے ،اس میں مختلف توجیحات ہوتی ہیں ،وہ توجیحات شارح اپنے مزاج کے مطابق کرتا ہے، کسی کو تصوف کا شوق ہوتا ہے ، کسی کو تاریخ کا، کسی کو اصول کا، کسی کو لغت کا ذوق ہوتا ہے، حضرت نے ان تمام توجیہات کو جمع کیا ہے۔ لوگ اس کی قدر نہیں کرتے ، یہ آپ پڑھ لیں۔

علم فقہ (حنفی):

تیسرا مرحلہ علوم فقہ کا ہے، تو فقہ حنفی میں مہارت پیدا کرنے کے لئے اگر فرض کے درجے میں کہے تو یہ پانچ کتابیں ہیں:

(۱)" ہدایہ " ہے (۲) "بدائع الصانع" (۳) "فتاوی ہندیہ" (۴)"رد المحتار" (۵)" شرح المجلہ "علامہ خالد اتاسیؒ کی۔ یہ پانچ کتابیں آپ فرض کے درجے میں سمجھے۔

ان کے علاوہ کچھ کتابیں ہیں جن کو آپ واجب کے بمنزلہ سمجھیں:

مبسوط سرخسی:

ایک "مبسوط" سرخسیؒ ہے، تعلیلی اور تفقیہی مزاج کے لئے "مبسوط" بہترین چیز ہے، کیونکہ علامہ سرخسی فقہ حنفی میں اعلی درجے کی مہارت رکھتے ہیں اور ان کا مزاج تعلیلی ہے، اس کے ساتھ ساتھ جزئیات پر گہری نظر کے حامل ہے، مبسوط سرخسی کے بعد جتنی کتابیں لکھی گئی، ان کا گننا بھی مشکل ہے، لیکن اب بھی "مبسوط" مبسوط ہی ہے، بہت سی باتیں اب بھی "مبسوط" میں مل جاتی ہے، لیکن اگر آدمی تدبر کی نظر سے اس کو دیکھے۔

المحیط البرھانی:

ایک علامہ ابن مازہؒ کی "المحیط البرھانی" ہے،" المحیط البرھانی "بہت کام کی چیز ہے، یہ پہلے زمانے میں نہیں چھپی تھی ابھی قریب کے زمانے میں چھپی ہے، اس لئے کوئی زیادہ مشہور نہیں، لیکن یہ بہت مفید کتاب ہے، اس میں بعض توجیہات عجیب وغریب اور بہت زیادہ مفید ثابت ہوتی ہیں، جزئیات کا ایک خزانہ ہے، ”محیط

برھانی ’’فتاوی ہندیہ " کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے ، لیکن فتاوی ہندیہ سے اس کا مقام بہت اونچا ہے، ہندیہ میں صرف جزئیات ہے، اس میں تعلیلات بھی ہے، ہندیہ میں صرف مفتی بہ اقوال کو سمیٹنے کی کوشش کی گئی ہے ، جبکہ اس میں مختلف روایات بھی ہے ،جب روایات مختلف ہو اور ہر روایت کی توجیح آپ کے سامنے آجائے ، تو آپ کا فقہی مزاج بن جاتا ہے ،ہندیہ میں آپ کا یہ مزاج نہیں بنے گا، یہ محیط برہانی میں بن سکتی ہے۔

تبیین الحقائق:

چوتھی کتاب جو مرتبہ واجب میں ہے وہ " تبیین الحقائق "ہے، " تبیین " اگر آپ غور سے دیکھ لیں تو " تبیین "میں کوشش کی گئی ہے کہ " مبسوط "وغیرہ کی جو تعلیلات وتوجیحات ہیں، سب کو آسان اور مختصر انداز میں جمع کیا ہیں، ان کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہ کھلے مزاج کے آدمی ہے، بہت سی جگہوں پر اشکالات کرتا ہے، بالکل خالص تقلیدی مزاج کے نہیں ہے۔

البحرالرائق:

علامہ ابن نجیمؒ کی البحرالرائق، ان کے سامنے " تبیین " تھی، انہوں نے " تبیین "پر اضافات فرمائے اور اپنے مزاج میں ڈھالا۔ لوگ تو "بحر "کو بہت پڑھتے ہیں ، لیکن جو کام " تبیین "کا ہے وہ بحر میں نہیں ہے اگرچہ "بحرالرائق "میں خصوصیات ہیں، ان کا جزئیات نکالنے کا مزاج ہے جس سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔

فتاوی قاضی خان:

" قاضی خان " آپ کو منقح بات کرتا ہے، جزئیات ڈھونڈنے کے لئے بہت مفید ہے ۔ آپ کہیں گے کہ یہ تو " ہندیہ " میں بھی ہے، لیکن کچھ جزئیات ایسی ہیں جو صرف یہاں مل جاتی ہیں، ہندیہ پر اتنا اعتماد نہیں ہو سکتا جتنا قاضی خان پر ہوتا ہے ،ہندیہ کے جو مصنفین حضرات تھے وہ بڑے لوگ تھے، لیکن " قاضی خان "کا اپنا ایک مرتبہ ہے، جن کے بارے میں علامہ شامیؒ نے لکھا کہ وہ فقیہ النفس ہے، جب وہ کسی قول کی تصحیح کرتے ہے، تو آنکھیں بند کر کے اس پر اعتماد کر سکتے ہے ۔ تو " قاضی خان " بہت کام کی چیز ہے ،اس کو اگر صحیح انداز میں مرتب کیا جائے تو شاید یہ کتاب بہت لمبی ہو جائیگی، لیکن فی الحال تین جلدوں میں ہے۔

شرح النقایہ:

نقایہ کی شرح، ''فتح باب العنایہ بشرح النقایہ'' کے نام سے ہے، ملا علی قاریؒ کی ہے، اس میں ایک چیز جو ہمارے ہاں مزاج نہ ہونے کی وجہ سے دوسری کتابوں میں نہیں ہے، وہ یہ ہے کہ ہمارے فقہائے احناف کے جو جزئیات ہے ان کے دلائل قرآن وحدیث وغیرہ سے ذکر کیے ہیں، یہ کام " فتح القدیر " نے بھی کیا ہے، لیکن " فتح القدیر " میں تفصیل ہے، طول بہت زیادہ ہے، جبکہ شرح النقایہ میں طول نہیں ہے ۔ دوسرا یہ کہ " فتح القدیر " کا مصنف علامہ ابن ہمامؒ خود مجتہد ہے اور یہ مجتہد نہیں بلکہ مقلد ہے۔ بعض اوقات بلکہ آج تو مزاج بن چکا ہے کہ فقہاء کی کتابوں کو لوگ نہیں دیکھتے بلکہ اس کو عیب سمجھا جاتا ہے ۔ آج کے لوگ جو اپنے آپ کو محققین کہتے ہیں ،اگر ان کو کوئی فقہی کتاب کا حوالہ دیا جائے تو اس کو قابل اعتناء

نہیں سمجھتے ،ان کے لئے حدیث چاہیے۔تو یہ بات شرح النقایہ میں ہے، یہ "فتح القدیر "کی تلخیص ہے، اس لئے اس کو علامہ کوثریؒ،علامہ عبد الفتاح ابو غدہ صاحبؒ،اور علامہ انور شاہ کشمیری صاحبؒ نے بہت زیادہ زور دیکر شائع کیا ہے۔

علم اصول فقہ:

اصول فقہ میں بھی بہت زیادہ کتابیں ہے،اس میں چند کتابیں آپ کے لئے کافی ہیں۔

البحر المحیط:

"البحر المحیط" علامہ محمد بن بہادر زرکشیؒ شافعی کی ہے،یہ کویت سے چھپی ہے ،"بحر محیط فی اصول الفقہ "بہت مفید ہے۔اس میں ایک کام یہ کیا کہ اصول فقہ میں جو تین مکاتب ہیں :متکلمین(شوافع کو کہتے ہیں) ، فقہاء جو کہ احناف ہیں ،اور متاخرین کے اسلوب کو جمع کیا ہے، مسلم الثبوت وغیرہ میں یہ مزاج ہے ،علامہ زرکشیؒ نے تینوں مزاجوں کے اقوال،ان کے دلائل ،اختلافات تفصیل کے ساتھ اس میں جمع کئے ہیں ،چار،پانچ جلدوں میں ہے "البحر المحیط فی اصول الفقہ،فی اصول الفقہ اس لئے کہا کہ ایک بحر محیط ابو حیانؒ کی تفسیر بھی ہے۔

جمع الجوامع:

دوسری کتاب "جمع الجوامع "علامہ تاج الدین سبکیؒ کی ہے،اس کے بارے میں علامہ کشمیری نے ایک جگہ لکھا ہے کہ یہ اصول فقہ کی بیس کتابوں کا خلاصہ ہے،صفحات کے لحاظ سے کافی مختصر ہے ،بہت زیادہ اختصار کیا ہے ۔لیکن آپ اسے البحر المحیط کی تلخیص کہہ سکتے ہیں ،اصول فقہ کے اقوال، مسائل اور ضروری

ابحاث انتہائی مختصر انداز میں لکھا ہے، آپ اس کو پڑھیں، جس سے دیگر اصولیین کی آراء بھی سامنے آجائے گی، جس سے علم میں وسعت پیدا ہوتی ہے۔ اس کتاب کی مختلف شروحات لکھی گئی ہے۔

کشف الاسرار:

تیسری کتاب "کشف الاسرار" ہے، کشف الاسرار دو ہیں، ایک صاحب منار کی اپنے متن کی شرح ہے، دوسری "کشف الاسرار" علامہ عبد العزیز بخاریؒ نے لکھی ہے، یہ اصول بزدوی کی چار جلدوں میں شرح ہے۔ یہ بہت مفید ہے، اصول فقہ میں ایک بہت قیمتی کتاب ہے، جس میں مصنف نے اصول بزدوی کے غوامض ومشکلات کو بہترین انداز میں حل فرمایا جو کہ احناف کی اصول فقہ میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ آپ اس کو اپنے پاس ضرور رکھیں۔

فواتح الرحموت:

چوتھی "فواتح الرحموت " قاضی بحر العلوم صاحبؒ کی دو جلدوں میں ہے، یہ بھی مفید ہے ،اس میں منطقی مباحث ، منطقی مزاج اور منطقی استدلالات کا خاص اسلوب ہے، بعض جگہوں میں مفید مباحث ہیں اور انہوں نے متقدمین سے استفادے اور ان کی تحقیقات کو جمع کرنے کی کوشش کی ہے۔

اصول الفقہ الاسلامی:

اس کے بعد علامہ زحیلیؒ کی "اصول الفقہ الاسلامی" دو جلدوں میں ہے، انہوں نے سب کو جمع کیا ہے ،علوم اور جمع کے لحاظ سے یہ کتاب اچھی ہے ، لیکن ان کا مزاج اس کتاب میں تبدیل ہوا، "الفقہ الاسلامی وادلتہ "میں ان کا مزاج یہ تھا کہ

بڑی احتیاط اور بڑی اعتدال کیساتھ گفتگو کرتے ، چاروں مذاہب کے آراء نقل کرتے، ترجیح کی ضرورت محسوس نہیں کرتے، اس لئے اس کتاب کو مقبولیت نصیب ہوئی، یہاں آئے تو معلوم ہوا کہ میں تو شافعی المسلک ہوں، تو اب یہاں پر بحث شروع کر دی اور جہاں پر دیگر احناف اصولیین اور شوافع کا آپس میں اختلاف آیا وہاں ترجیحات کا بھی نظم فرمایا، تو اس لئے اس کتاب کو زیادہ مقبولیت نصیب نہیں ہوئی۔ لیکن ہے یہ مفید کتاب۔

اصول الفقہ علامہ ابوزہرۃ رحمہ اللہ:

آخری کتاب اصول فقہ کی علامہ ابوزہرۃؒ کی ہے، علامہ ابوزہرۃؒ یہ ہمارے مصر کے بہت بڑے مفکر تھے ، بڑی کتابیں لکھی ، تقریبا آٹھ کتابیں تو صرف ان کے تراجم پر ہیں، چار ائمہ اربعہ ، ایک ابن تیمیہ صاحبؒ، ایک ابن حزمؒ ، ایک زین العابدین صاحبؒ، ان کی تراجم پر جتنی کتابیں ہیں بہت بہترین ہیں۔ ابن تیمیہؒ کے حوالہ سے آج کل مختلف حلقہ فکر ہیں ، کوئی ان کو کافر کہتا ہے ، کوئی شیخ الاسلام کہتا ہے، اس پر کتابیں لکھتے ہیں، ایک کتاب لکھی گئی کہ ابن تیمیہؒ خود تو کافر ہے ہی لیکن جو اسے شیخ الاسلام کہے وہ بھی کافر ہے، اس کا جواب "الرّدُ الوافر" کے نام سے ایک صاحب نے لکھا۔

بہر حال جو شیخ ابوزہرہؒ کا ترجمہ ہے ابن تیمیہ صاحبؒ پر بڑا بہترین لکھا ہے ، یہ کتاب مجھے بہت پسند آیا، جو کوئی ابن تیمیہؒ کی حالات کو جاننا چاہتا ہے، بشرطیکہ منصف مزاج آدمی ہو ، بڑھانے چڑھانے والا نہ ہو اور نہ ہی کافر کہنا والا ہو، اعتدال کا راستہ ، انصاف کا راستہ ، تحقیق کا راستہ اپنانے والا ہو اسے چاہیے کہ شیخ ابوزہرہؒ کی

کتاب پڑھے۔ان کی یہ کتاب اصول فقہ کے بارے میں ہے،نام بھی اصول فقہ ہے ،بہت بہترین کتاب ہے، مفید مباحث ہیں۔

اصول فقہ کی دوسری شاخ:

اصول فقہ سے متعلق دوسری شاخ اسرارالشریعہ کی ہے یعنی شریعت میں جو مختلف احکام ہے ان کے مختلف مصالح اور اسرار کیا ہیں؟ آجکل اسے بھی ایک فن کی حیثیت دے دی گئی ہیں۔اس پر کتابیں بہت ہیں، لیکن اصول کے لحاظ سے تین کتابیں مشہور ہیں اور فروع کے لحاظ سے دو کتابیں مشہور ہیں، یعنی جو مستغنی کرسکتے ہے، ویسے تو ہر کتاب کسی درجے میں مفید ہوتی ہے، تنقیص کسی کی نہیں ہونی چاہیے۔

قواعد الاحکام فی مصالح الانام:

"قواعد الاحکام فی مصالح الانام" شیخ عزالدین عبد العزیز بن عبد السلامؒ (المتوفی ٦٦٠ھ) کی ہے، ان کا بڑا تاریخی نام ہے سلطان العلماء وبائع الامراء کے نام سے یاد کیا جاتا ہے،،بہت مجاہد آدمی تھے،شافعی المسلک فقیہ ہے اور درجہ اجتہاد پر پہنچے تھے ،انہوں نے اس کتاب میں فقہی اور اصولی قواعد ذکر کئے ہیں اور اسرار شریعت بیان کئے ہیں، خصوصا سیاسی مسائل پر سیر حاصل بحث کی ہے اور ہر قاعدے کے ذیل میں مسائل اور امثلہ ذکر کرکے قاعدہ کی وضاحت کرتے ہے۔ان کی یہ کتاب دوجلدوں میں ہے،اور یہ سالہاسال کی محنت کے بعد تیار ہوئی۔

الموافقات فی اصول الشریعۃ:

دوسری مشہور کتاب " الموافقات فی اصول الشریعہ " امام شاطبیؒ (المتوفی ۷۹۰ھ) کی ہے، اس کا بہترین نسخہ وہ ہے جو شیخ عبد اللہ درازؒ کے حاشیہ کیساتھ ہے، اس میں علامہ شاطبی نے مقاصد الشریعۃ کو بسط وتفصیل کے ساتھ بیان فرمایاہے اور کتاب کو پانچ قسموں میں تقسیم کرکے ہر قسم میں تمہیدات ومسائل بیان کیا ہے ،اس کے مطالعے سے انسان مقاصد الشریعہ سے واقف ہوجاتاہے کہ کس حکم کے اجراء میں شریعت نے کس مقصد کی رعایت رکھی ہے، کیونکہ شریعت اسلام کوئی اٹکل چیز نہیں بلکہ ہر حکم کے پیچھے دین یا دنیا کی کوئی مصلحت ہے۔

حجۃ اللہ البالغہ:

اس موضوع پر تیسری کتاب جو جامع بھی ہے اور ان دونوں سے مختلف بھی ہے ، جہاں اصول بھی ہیں اور فروع بھی۔ وہ " حجۃ اللہ البالغہ " امام شاہ ولی اللہؒ (المتوفی ۱۱۸٦ھ) کی ہے۔ یہ بہت بہترین چیز ہے، اگر آدمی یہ پڑھے، تو یہ جو تجدد ہمارے ہاں پھیلائی جارہی ہے اس کے جھال میں آدمی نہیں پھنسے گا، ان شاء اللہ تعالی۔ "حجۃ اللہ البالغۃ" کے بارے میں ابو الحسن علی الندویؒ لکھتے ہے کہ یہ کتاب حضور ﷺ کا بعد الوفات معجزہ ہے جو اس کے امتی کے ہاتھ پر ظاہر ہوا ہے اور یہ حجۃ اللہ (اللہ کی دلیل) ہے۔ اسی طرح ہمارے زمانہ قریب کے بہت بڑے محقق عالم علامہ منظور نعمانیؒ نے لکھاہے کہ مجھے کسی بشر کی کتاب نے اتنا فائدہ نہیں دیا جتنا "حجۃ اللہ" نے دیا، اس سے پہلے میں بہت ساری چیزوں پر ایمان بالغیب رکھتا تھا اور اس کتاب کے بعد ایمان تحقیقی رکھتاہوں (مقدمہ از شیخ نور عالم خلیلیؒ)

یہ تین کتابیں اصول کے لحاظ سے ہیں، دو کتابیں اور ہیں، ایک حضرت تھانوی صاحبؒ کی "احکام اسلام عقل کی نظر میں" دوسرا "اسلام اور جدید سائنس" یہ ایورڈیافتہ کتاب ہے، یہ بھی تقریباً تین یا چار جلدوں میں ہے، یہ پانچ ہو گئیں۔

علم الکلام:

علم الکلام کی مختلف شاخیں ہیں، اس کو آپ علم الکلام اور ردود و نقود، یا فرق کی طرف تقسیم کر سکتے ہو۔ علم الکلام میں جو کتابیں آدمی کو مستغنی بنا سکتی ہیں وہ درج ذیل ہیں:

النبراس:

علامہ عبد العزیز فرہاریؒ کی "النبراس" ہے، تقریباً ۳۲ سال کی عمر میں ان کا انتقال ہوا تھا، لیکن اس کے باوجود سو (۱۰۰) سے زیادہ کتابیں لکھی ہیں، نقشبندیہ کے بڑے شیخ تھے، علامہ فرہاری جس موضوع پر بھی لکھتے واقعۃً موضوع کا حق ادا کرتے، فلسفے پر کتاب لکھی ہے، فلسفے کی جتنی شاخیں اور فنون ہیں بہت عجیب انداز میں ذکر کیا ہے، مجتہدانہ صلاحتیوں کے مالک تھے، نبراس کتاب کسی زمانے میں جامعہ ازہر وغیرہ میں داخل درس تھی، اصول حدیث پر ان کی "کوثر النبی" ہے، بہرحال "نبراس" شرح العقائد کی شرح ہونے کے ساتھ ساتھ علم الکلام کی ایک بہترین اور مفید کتاب ہے۔

المسامرۃ شرح المسایرۃ:

دوسری کتاب ہے "مسامرہ"، "مسامرہ" کی کہانی یہ ہوئی کہ امام غزالیؒ جو علم الکلام کے بہت بڑے مرکزی شخصیت تھے، ان کی کتاب ہے "الرسالۃ القدسیہ" یا

آپ یہ کہے کہ "قواعد العقائد"، آپ اس کو احیاء العلوم میں دیکھ سکتے ہیں، "الرسالۃ القدسیہ" کو امام ابن ہمامؒ نے سامنے رکھا اور اس پر لکھتے رہے، اس طرح یہ مسایرہ تیار ہوا، یہ سایر یسایر مسایرۃ سیر سے مشتق ہے، یعنی ابن ہمام صاحبؒ امام غزالیؒ کے ساتھ ساتھ چلتے رہے اور ان کے جو عقلی اور نقلی دلائل تھے، ان کو نقل کرتے رہے اس طرح یہ کتاب تیار ہوئی، اس کی شرح لکھی علامہ ابن ابی الشریفؒ نے " المسامرۃ" کے نام سے اور اس کا حاشیہ لکھا علامہ قاسم بن قطلوبغاؒ نے، یہ دونوں ابن ہمامؒ کے شاگرد تھے۔

یہ بھی عجیب زمانہ تھا قاسم قطلوبغاؒ، امیر ابن الحاجؒ ہے، ابن ہمامؒ اور حافظ ابن حجرؒ ، یہ تمام حضرات ایک وقت میں، ایک جگہ مصر کے شہر قاہرہ میں جمع تھے، میں نے پہلے بھی عرض کیا کہ اس زمانے میں آپ دوربین لگا کے دیکھے، پوری جہاں میں اتنے بہترین اور اتنے بڑے بڑے معاصر نہیں ملتے، وہاں ایک شہر قاہرہ میں سارے جمع تھے، یہ جو قاسم قطلوبغاؒ ہے یہ بہت ماہر آدمی تھے، (لیکن دو کتابیں ہیں ان کی،) یہ ابن ہمامؒ کے شاگرد ہے، لیکن اس حاشیہ میں اپنے استاذ ابن ہمامؒ پر جگہ جگہ بہترین نقد کیا ہے۔ بہت سی جگہوں پر تردید کیا ہے کہ یہ جو حضرت نے موقف نقل فرمایا یہ موقف اہل سنت کا نہیں ہے، آپ دیکھے ذرا ان کی حاشیہ قاسم قطلوبغاؒ کی۔

"المسامرۃ" اب چھپی ہے شیخ صالح غرسیؒ کے حاشیہ "البدر التمام" کے ساتھ ، یہ علم الکلام کے موضوعات کا بڑا فاضل آدمی وماہر آدمی ہے، انہوں نے سعودی عرب کے شیخ سفر الحوالی کی کتاب کا جواب بھی لکھا ہے، شیخ سفر الحوالی القاعدہ کے

حضرات میں سے تھے اور مجاہدانہ مزاج کے حامل تھے، یہ تو ان کی خوبی ہے، لیکن یہ پکے سلفی تھے، اتنے پکے کہ اشاعرہ اور ماتریدیہ کو کھل عام گمراہ کہتے تھے۔ "منہج الاشاعرة فی العقیدہ" کے نام سے اشاعرہ کے خلاف ایک کتاب لکھی، اس کا جواب شیخ صالح غرسیؒ نے لکھا، میں نے وہ جواب پڑھا ہے، بڑا پسند آیا، بڑا معتدل اور کام کا جواب لکھا تھا۔ انہوں نے المسامرہ کا حاشیہ لکھا "البدر التمام" کے نام سے، ابھی ترکی سے غالباً چھپی ہے، وہ نسخہ مفید ہے۔

الاقتصاد فی الاعتقاد:

تیسری کتاب امام غزالیؒ کی "الاقتصاد فی الاعتقاد" ہے، حضرت نے علم الکلام پر مختلف کتابیں لکھی تھی، یہ کتاب امام غزالیؒ کی کتابوں میں سب سے جامع ترین کتاب ہے اور اس کی اہمیت کے لئے امام غزالی کا نام ہی کافی ہے۔

الرسالۃ الحمیدیہ:

چوتھی کتاب مصر کے شیخ حسین جسر الطرابلسیؒ کی ہے، یہ شیخ محمد عبدہؒ وغیرہ کے ہاں متعلم تھے، ان کی کتاب ہے "الرسالۃ الحمیدیہ"، (حمیدیہ خلافت عثمانیہ کے خلیفہ سلطان عبدالحمید کی طرف منسوب ہے) ان میں کام کی بات یہ ہے کہ اس زمانے میں چونکہ برطانیہ تھا، روس تھا، سائنس کا رعب بہت زیادہ اس زمانے میں پھیل رہا تھا، سائنس کی وجہ سے عقائد اسلام اور احکام اسلام پر جو اشکالات پیش آئے تھے، حضرت نے اس کا جواب لکھا، اس کو لوگ جدید علم الکلام کی بنیاد کہتے ہیں اور پھر ہمارے ہاں ان کی یہ کتاب بہت مقبول ہوئی، حضرت تھانویؒ کے حکم

سے اس کا "سائنس اور اسلام" کے نام سے اردو میں ترجمہ بھی ہوا، اور چھپا بھی ہے ، بہر حال یہ کتاب بہت مفید ہے "الرسالۃ الحمیدیہ" کے نام سے۔

دو کتابیں اور بھی ہیں وہ بھی بہت مفید ہے ، لیکن بد قسمتی سے ان کی قدردانی نہیں ہوتی، وہ دو کتابیں یہ ہیں:

حجۃ الاسلام:

"حجۃ الاسلام" کے نام سے حضرت قاسم نانوتوی صاحبؒ کا چھوٹا سا رسالہ ہے ،ان کے شاگردوں حضرت شیخ الہند صاحبؒ وغیرہ دو حضرات نے اس کو نوٹ کیا تھا،اس میں کام کی بات یہ ہے کہ اس میں عقائد الاسلام اور نظام الاسلام کو بدیہی انداز میں پیش کیا ہے،اس میں کسی مشکل دلیل کی بھی ضرورت نہیں رہتی، نظری نہیں بلکہ بدیہی بنا کے پیش کیا ہے، کوئی اس کو نصاب میں داخل کرنا چاہے، تو بہت مفید ہے بشرطیکہ اس کی تھوڑی سی تسہیل بھی ہو جائے۔

الانتباہات المفیدہ:

یہ بھی کافی مفید ہے اور ایسی چیز کی تیاری میں بہت زیادہ محنت کی ضرورت پڑتی ہے، بعض اللہ کے بندے ہوتے ہیں کہ اللہ ان کو علم لدنی نصیب فرماتا ہے تو ان کو کسی زیادہ کاوش کی ضرورت نہیں پڑتی، تھوڑے وقت میں وہ بہت زیادہ کام کر جاتے ہے، ایک ان میں سے ہمارے حضرت تھانویؒ ہے، ان کی کتاب "انتباہات المفیدہ "یہ بہت کام کی چیز ہے،اس کی قدردانی ہونی چاہیے۔ حضرت کے خلیفہ نے اس کی شرح لکھی ہے، جس کا نام ہے "اسلام اور عقلیات "،بشری والوں نے چھاپی ہے ۔یہ چھ کتابیں ہیں علم الکلام کے لئے کافی ہے۔

علم الکلام کی دوسری شاخ:

علم الکلام کی دوسری شاخ ہے فرق اور ردود و نقود پہچاننے کی، اس میں کتابیں مختلف ہیں ابن حزمؒ وغیرہ دیگر حضرات کی، لیکن چند کتابیں ایسی ہیں جو کافی ہیں۔

الملل والنحل:

علامہ شہرستانیؒ (المتوفی ۵۴۸ھ) کی "الملل والنحل" ہے، اسی نام پر ایک ابن حزمؒ کی بھی ہے، لیکن شہرستانیؒ کی کتاب بہت مشہور ہے، ایک جلد میں چھپی ہے، یہ اشعری اور فلاسفۃ الاسلام میں سے تھے، علم الکلام کے امام اور مختلف ادیان ومذاہب کے بارے میں گہرا علم رکھنے والے تھے، انہوں نے اس کتاب کی ابتداء میں پانچ مقدمات قائم کرنے کے بعد مختلف فرقوں کے مبدأ، بانی اور عقائد پر گفتگو کی ہے، ان کی ایک کتاب "نہایۃ الاقدام فی علم الکلام" ہے اور ایک کتاب تصوف میں بھی ہے۔

اَلفَرقُ بین الفِرق:

دوسری کتاب "اَلفَرقُ بین الفِرق"، علامہ عبد القاھر بغدادیؒ (المتوفی ۴۲۹ھ) کی ہے، شافعی المسلک، اشعری تھے، یہ بہت مفید ہے، اس کتاب میں مصنف نے پانچ ابواب قائم کئے ہیں، اور فرقہ ناجیہ کی مفصل وضاحت کی ہے، ان کی کتابیں کافی ہیں، اصول دین میں ان کی ایک اور کتاب بھی ہے، وہ بھی اچھی ہے، لیکن یہاں بس موضوع سے متعلق آپ "الفرق بین الفرق" ذہن میں رکھ لیں۔

الموسوعۃ المیسرہ فی الادیان والمذاہب والاحزاب المعاصرہ:

تیسری کتاب "الموسوعۃ المیسرہ فی الادیان والمذاہب المعاصرہ "جو سعودی عرب کی" الندوۃ العالمیہ للشباب الاسلامی "نے مرتب کی ہے۔" مذاہب عالم کا جامع انسائیکلوپیڈیا "اس کا اردو ترجمہ یا تلخیص ہے، یہ دارالعلوم کے استاذ مولانا طاہر صدیق صاحب کی ہے، یہ برمی ہے، یہ کتاب بھی مفید ہے، اس میں فائدہ کی بات یہ ہے کہ جو فرقے شہرستانیؒ وغیرہ حضرات کے بعد پیدا ہوئے، حضرت نے ان کو بھی لکھا ہے : قادیانیت، بہائیت ، معصومیت کا فتنہ ، یہ سارے حضرت نے لکھے ہیں ، بہر حال یہ بھی ایک کاوش ہے اور اس کا انداز بھی سیکھ لیں۔ البتہ عقائد کے باب میں سعودی عرب یا ان فکر سے متاثر طبقات کی جانب سے جو کتابیں اہتمام کے ساتھ شائع ہوتی ہیں، ان پر آنکھیں بند کر کے اعتماد کرنا بہت مشکل ہے بلکہ نئی کتابیں تو در کنار، اگر اشاعرہ وماتریدیہ وغیرہ کی پرانی کتابیں تحقیق وتعلیق کے ساتھ چھپ جاتی ہیں تو ان کے تعلیقات وحواشی بھی اس قابل نہیں ہوتے کہ جی بھر کر ان پر اعتماد کیا جائے۔ یہ کتاب بھی اس کلیہ سے مستثنی نہیں ہیں، چنانچہ اس میں صوفیہ اور دیوبندیہ کے نام سے کچھ بھی فرقوں کا تاثر دیکر ان کی مذمت کی گئی ہے۔ بہر حال یہ تین کتابیں آپ کے لئے کافی ہے۔

مذاہب فکریہ معاصرۃ:

سید قطبؒ کے بھائی محمد قطبؒ کی کتاب ہے، جس طرح ہمارے ہاں ہندوستان کی حد تک مختلف گمراہ فتنے ہیں، ایک تو یہ مذہبی فرقے ہیں اور ایک فکری فتنے ہیں ، جن کا مَولَد اور مولِد دونوں مغرب ہے ، سیکولرزم کا فتنہ، نیشنل ازم، اس طرح جمہوریت کا مسئلہ ، مختلف قسم کے ازم ہیں ، ان کے بارے میں سید قطبؒ کے بھائی

محمد قطبؒ نے لکھا ہے، جو فکری مذاہب ہیں ان کے بارے میں وہ بھی کافی مفید ہے ،اس کے اردو ترجمہ کا مجھے علم نہیں ہے، لیکن ضرور اس کا ترجمہ ہوا ہوگا۔

اجناس العلوم یا اسماء العلوم اور معاجم:

یہ ایک مستقل اور ضروری فن ہے جس کو فن کی حیثیت بعد میں ملی اور بہت کم آدمی اس کی قدردانی کرتے ہیں، حالانکہ بہت مفید چیز ہے، اجناس العلوم یا اسماء العلوم میں کتابیں تو بہت زیادہ ہیں، پہلی کتاب تو ابن الندیم نے "الفہرس" کے نام سے لکھی، پھر حضرت حاجی خلیفہ نے کتاب "کشف الظنون" لکھی، پھر اس پر ذیول شروع ہوگئے، پھر علامہ شیخ عمر رضا کحالہ کا "معجم اسماء المؤلفین" بھی آیا، مختلف کتابیں اس پر آئی۔

تین کتابیں اور ہیں ان کو اسماء العلوم کے تحت داخل کر سکتے ہیں:

(۱) ایک "خزانۃ العلوم" ہے، اصل رسالہ تو شیخ الاسلام زکریا انصاری رحمہ اللہ ہے جس کا نام ہے "اللؤلؤ النظیم"، جامعہ الملک عبد العزیز کے ایک استاد شیخ عبد اللہ نذیر احمد نے اس کی تحقیق و تخریج کی اور ساتھ بہت کچھ اضافات فرمائے جس کی وجہ سے رسالہ کتاب کی حد تک پہنچ گئی اور مختلف علوم وفنون کے بنیادی مصادر و مراجع سے متعلق اچھا خاصا مواد جمع ہوا۔

۲۔ دوسری کتاب "مقدمہ ابن خلدون" ہے۔ اس میں مختلف علوم وفنون سے متعلق نہایت مفید مباحث مذکور ہیں۔ اس میں کتابوں کا زیادہ تعارف نہیں ہے، مختلف علوم پر بحث ہے کہ یہ کس طرح پیدا ہوا، اعراض و مقاصد کیا ہیں، اس کو تاریخ العلوم کا عنوان دینا مناسب ہے۔

۳۔ تیسری کتاب "مصباح السعادۃ "علامہ مصطفی طاش کبری زادہ رحمہ اللہ کی ہے جو خلافت عثمانیہ کے نامور علماء میں سے ایک تھے۔

اس کے ساتھ چوتھی اور آخری کتاب "معجم الموضوعات المطروقہ "یہ شیخ عبد اللہ محمد حبشی صاحب نے لکھی ہے اور کوشش کی ہے کہ کسی موضوع پر کہیں کوئی کتاب لکھی ہو اس کو جمع کرے۔پانچ، چھ ضخیم جلدوں میں اس کا صاف مناسب نسخہ چھپا ہے۔"مطروقۃ" طرق یطرق سے ہے، جن موضوعات پر کوئی چلا ہے تو ان کا ایک معجم تیار کیا ہے، بڑی معلومات افزا اور کار آمد ہے۔تو اس میں آپ ہزاروں کتابیں پڑھ سکتے ہیں، پڑھنے کا مطلب یہ ہے ک آپ کو علم ہو جائے گا کہ اس موضوع پر فلاں نے کتاب لکھی اور یہ نام ہے اس کا۔

معاجم کے بارے میں چار کتابیں مشہور ہیں، یہ چاروں بہت مفید ہیں، پہلے آپ معاجم کی ذرا قدر دانی جانیں، معجم جو آدمی لکھتا ہے وہ بہت بڑا آدمی ہوتا ہے، ہر کوئی نہیں لکھ سکتا، معجم کے لئے بہت زیادہ سوچ وبچار کی ضرورت ہوتی ہے، مشکل ترین چیز معجم ہے اور معجم کسی ایک فن میں محدود شخص کی بس کی بات نہیں، جو جامع معجم ہوتا ہے اس کے لئے جامع شخصیت کی ضرورت ہوتی ہے، اور آپ بہت زیادہ استفادہ اس سے کر سکتے ہے، تو معجم کی قدر دانی کریں۔ معاجم چار مشہور ہیں:

(ا) "التعریفات "علامہ سید شریف جرجانیؒ کی۔(۲) شیخ محمد اعلی تھانوی صاحبؒ کی "کشاف فی اصطلاحات الفنون"، چار جلدوں میں ، مختلف علوم وفنون کے مختلف قسم کے اصطلاحات ہیں۔(۳)ایک "دستور العلماء" قاضی عبد النبیؒ کی ہے ،(یہ احمد نگر کے تھے ہندوستان کے) یہ بھی چار جلدوں میں ہے۔(۴) اور

چوتھی "الکلیات" ہے علامہ ابوالبقاء کفویؒ کی، یہ بھی بہت مفید ہے۔ ان چاروں کو ضرور پڑھیں، اور خریدیں، ضرور اس کی طرف مراجعت کرتے رہیں، آپ کو اس میں نکات کے بہت خزانے ملیں گے۔ ان شاء اللہ تعالی۔

تصوف:

یہ بھی دیگر علوم وفنون کی طرح ایک مستقل فن کی حیثیت رکھتا ہے اور اس پر بھی بہت زیادہ مواد ہے، لیکن چند کتابیں کافی ہے اس باب میں (۱) ایک "احیاء علوم الدین" امام غزالیؒ کی جو اسم با مسمّی ہے۔ (۲) دوسری کتاب انہی کی ہے "الاربعین فی اصول الدین"۔

الطریقۃ المحمدیہ:

تیسری کتاب "الطریقۃ المحمدیہ"، چونکہ یہ کتاب عمل کی اصلاح سے متعلق ہے اسی وجہ سے یہ تصوف میں شمار کی جاتی ہے، "الطریقۃ المحمدیہ" کے بغیر "اربعین" اور "احیاء العلوم" شائد ادھورے رہ جائے، امام غزالیؒ علم کی تقسیم فرمائی علم معاملہ اور مکاشفہ کی طرف۔ حضرت کی پرواز وہاں بہت بلند ہے، خود بہت بڑے زاہد، عابد اور متقی تھے تو اس لئے وہ ہر ایک کو اپنے مقام پر لانا چاہتا ہے، اس لئے غالباً حضرت گنگوہیؒ نے ایک جگہ فرمایا کہ قرآن وحدیث پڑھنے کے بعد آدمی کہتا ہے کہ بس میں جنتی ہوں، لیکن "احیاء العلوم" پڑھنے کے بعد محسوس ہوتا ہے کہ میں جہنمی ہوں۔ اس لئے کہ یہاں جو ان کا معیار ہے وہ بہت اونچا ہے۔ تو قران پڑھ کر اور احساس پیدا ہوتا ہے اور احیاء العلوم پڑھ کر اور احساس پیدا ہوتا ہے، بہر حال ان کا مزاج یہ تھا لیکن الطریقۃ المحمدیہ کے مصنف علامہ برکویؒ فقیہ آدمی ہے ان کا مزاج

الگ ہے، فقیہ آدمی جب لکھتا ہے تو مزاج وہاں حائل نہیں ہوتا، وہ بات ہمیشہ بالکل ایسا لکھے گا جو اعتدال کی تصویر ہوگی اس میں مبالغہ نہیں ہوگا۔ اگر غلو چاہے بھی تو مزاج کی وجہ سے نہیں کر سکتا۔ یہ مزاج عجیب سا ہوتا ہے، بعض اوقات فتوے وغیرہ میں غصہ دکھانا ہوتا ہے، لیکن آدمی فقہی اصول کو سوچے، تو کچھ الفاظ لگا لگا کے اس غصہ کو ٹھنڈا کر لیا جاتا ہے، یہ فقہی مزاج ہے جو آدمی کو اعتدال پر مجبور کرتا ہے پھر برکویؒ کا مزاج فقہ اور تصوف سے امتزاج والا ہے، یہ بہت ضروری ہے کیونکہ تصوف کے موضوع پر جو لکھتا ہے تو اس کو تصوف سے کچھ نہ کچھ شناسائی ہوتی ہے اور عملی طور پر کچھ مناسبت ہوتی ہے، ان کا مزاج بڑا اعالی ہوتا ہے وہ عام انسانوں کی دنیا سے اور ان کی سطح کچھ بہت زیادہ بلند ہوتا ہے اس لئے ان کی بات ہر ایک کی بس کی بات نہیں ہوتی، تو اس میں ایک فقیہ کی ضرورت ہے کہ وہ اس کی تنقیح کرے، وہ ہمارے حضرت علامہ برکویؒ تھے جنہوں نے یہ کام کیا۔

التکشف عن مہمات التصوف:

چوتھی کتاب "التکشف" حضرت تھانوی صاحبؒ کی ہے۔ یہ مفید ہے، اس میں حضرت تھانویؒ تمام اعمال تصوف کے دلائل ذکر کئے ہیں جو اپنی نوعیت کی منفرد کتاب ہے۔

باب الاحسان من حجۃ اللہ البالغہ:

اور پانچویں چیز جہاں آپ نے توجہ نہیں کی اور لوگ بھی اس کی قدر نہیں کرتے، وہ کوئی مستقل کتاب تو نہیں ہے، لیکن "حجۃ اللہ البالغہ" کا ایک باب ہے "باب الاحسان"، حضرت نے لکھا ہے کہ احسان کا مقصود چار صفات ہیں، وہ ذرا پڑھ

لے ،کوئی تصوف کی کہانی کو سمجھنا چاہے اور اس کی افادیت و اہمیت کو تو وہ حجۃ اللہ میں جو احسان کے نام سے تصوف کی بحث ہے وہ پڑھ لے۔

علم المنطق:

منطق کے حوالہ سے درسیات میں الگ الگ مزاج کے تحت لکھے گئے کافی کتابیں ہیں، لیکن فن منطق کو سمجھنے اور فن منطق کو مقاصد میں استعمال کرنے کے لئے چار کتابیں ایسی ہیں کہ بار بار پڑھنے کے بعد اس عاجز کے خیال میں وہ بالکل کافی وافی ہیں جس کے بعد طالب علم کو کسی اور کتاب کی ضرورت نہیں رہتی۔

شرح التہذیب:

"شرح التھذیب "بہت مفید اور پیاری کتاب ہے۔اس کی بعض عبارات تو ایسی ہیں کہ کئی صفحات کی باتیں وہ کچھ ہی اشاروں میں کر جاتے ہیں۔شرح التھذیب کی کوئی تسہیل کرلے اور متن کے علاوہ عام نثر کے انداز میں لکھے تو یہ ایک ضخیم کتاب بن جائیگی۔حضرت کا کمال یہ ہے کہ آدمی گواہی دیتاہے کہ یہ آدمی اس فن کا صحیح ماہر تھا، فن منطق کی ضروریات اور منطق کے استعمال کے مقاصد مکمل طور پر اس میں موجود ہیں، البتہ چند ایک مباحث ہیں جو اس میں نہیں ہیں،تو وہ ضرورت آپ" سلم العلوم "سے پوری کرسکتے ہے۔

سلم العلوم:

"سلم العلوم " مفید کتاب ہے ، شرح التھذیب کے حوالے سے اس میں کچھ چیزیں اضافی بھی ہیں۔چونکہ اس کے عالی قدر مصنف حضرت علامہ تفتازانی رحمہ اللہ سے بہت متاخر ہے،تو جو بھی متاخر آتاہے وہ متقدم کے کام میں کچھ کام اپنا بھی

ملا لیتا ہے تو اس کی چیز مفید بن جاتی ہے، سلم اس حوالے سے تو بہت اچھی ہے، لیکن اس سے استفادہ کافی مشکل ہے، استفادہ مشکل ہونے کی ایک وجہ اس کے شارحین ہیں۔ پتہ نہیں انہوں نے "سلم" کو کیا کچھ بنا رکھا ہیں؟ کبھی کوئی اس کو نحو کی کتاب بناتا ہے، کبھی کوئی کچھ بنا لیتا ہے، جو مقصود ہے وہ حاصل نہیں ہوتی۔ یہ شارحین کا اپنا مزاج ہوتا ہے، تو سلم کے شارحین کا مزاج یہ ہے کہ جب سلم کی عبارت حل کرنے پر آتے ہیں تو جتنا کچھ علم اللہ نے ان کو عطا کیا ہوتا ہے، سارے علم کا اظہار کرتے ہیں، اپنے اندر کچھ بھی باقی نہیں رکھتے، "سبحانہ ما اعظم شانہ" میں اتنی بحثیں کرتے آپ حیران ہوں گے، لیکن اگر آپ یہ سوال اٹھائیں کہ اس میں منطق کی بات کونسی ہے؟ تو ایک حرف بھی منطق کا اس میں نہیں ہے، لیکن خواہ مخواہ اس میں دو تین مہینے لگانا اس میں منطق کا کونسا فائدہ ہے؟ تو اسی لئے استفادہ کے لئے شرح التھذیب ہی مناسب ہے۔

المنطق للعلامۃ محمد رضا المظفر:

تیسری کتاب جامع اور سہل کتاب "المنطق" علامہ محمد رضا مظفر کی ہے، جو مباحث "سلم" یا "شرح التھذیب" میں نہیں ہیں وہ اس میں آسان انداز میں ہے، یہ شیعہ ہے اس کی ایک شرح لکھی دوسرے شیعہ نے "المقرر" کے نام سے۔ فن منطق کو سمجھنے کے لئے اور اس میں مہارت حاصل کرنے کے لئے یہ کتاب بہت مفید ہے، اس میں چند مباحث ایسے ہیں کہ وہ "شرح التھذیب" اور "سلم" میں نہیں ہے۔

ضوابط المعرفہ واصول الاستدال:

چوتھی کتاب "ضوابط المعرفہ واصول الاستدال" ہے، شام کا ایک مشہور گھرانہ ہے ، جن کی علمی واسلامی دنیا میں کئی خدمات ہیں، پہلے فرانس کے زمانے ان کی جہادی سرگرمیاں بھی رہی ہیں۔ اسی گھرانے کے چشم وچراغ حضرت علامہ شیخ عبدالرحمن حسن حبنکہ المیدانیؒ ہے جو اس کتاب کے مؤلف ہے،۔کافی ضخیم کتاب ہے، منطق کے فن کو صحیح طور پر سمجھنے کے لئے یہ بہت مفید کتاب ہے۔

یہ چار کتابیں ہو گئی۔یہ چار کافی ہیں، یہ چار اگر آپ پڑھ لیں گے صحیح دقت کے ساتھ تو ان شاء اللہ آپ منطق کے ماہر بن سکتے ہیں۔اردو میں جو "تفہیم المنطق "ڈاکٹر عبداللہ عباسی ندوی کی ہے، یہ بھی مفید اور سہل کتاب ہے۔

علم لغت:

جو علوم لغت عرب ہیں، تو ان میں معاجم کافی زیادہ ہیں، ان میں چند ہیں، وہ آپ کے لئے کافی ہیں:

مقائیس اللغۃ:

ایک "مقاییس" ہے، "مقاییس" کی جو خصوصیت ہے وہ اس فن میں کسی اور کتاب کو میسر نہیں ہے، وہ یہ ہے کہ "مقاییس" میں ایک مادہ کو لیکر اس مادہ کا اصل معنی بتانا، پھر اس مادے کے جو مشتقات ہیں ان تمام کو ذکر کرنا کیونکہ اس میں اصل مادے کا معنی موجود ہوتا ہے اس لئے یہ الفاظ وضع کئے گئے مثلا: ایک لفظ ہے جنّ توجیم اور جو مضاعف نون ہے یہ مادہ جہاں آتا ہے اس میں ستر اور تغطیہ کا معنی ہوتا ہے، اب اس سے مشتقات جنّ ہے جنین، جنت، جنات ہیں سب کے معنی میں ستر

ہے، یہ طریقہ ایک دو جگہوں پر ہوتا ہے لیکن مکمل مادوں میں یہ طریقہ اختیار کرنا آپ کو مقائیس کے علاوہ کہیں نہیں ملے گے۔

القاموس:

دوسری کتاب " قاموس "علامہ فیروزآبادی صاحب کی ہے، یہ بھی بہت مفید کتاب اور عربی لغت کے بنیادی مصادر میں سے ہے۔

تاج العروس:

یہ علامہ فیروز آبادی کی قاموس کی شرح ہے جو علامہ مرتضی زبیدی صاحبؒ کی ہے۔ اس میں ان کا مزاج توسع کا ہے، علامہ مرتضی زبیدیؒ کئی علوم وفنون کے ماہر ہیں، ان کی کتابیں بھی زیادہ ہیں، یہاں انہوں نے خوب توسع سے کام لیا ہے، ان کی کتاب میں استشہادات، شواہد اور جو استعمالات ہیں کسی مادے کے وہ بھی بہت زیادہ ہیں، امثال اور اشعار، مقولے وغیرہ سب کچھ ہیں۔

لسان العرب:

علامہ ابن منظور افریقی رحمہ اللہ کی ضخیم کتاب ہے، یہ قاموس کی طرح چونکہ متن کا پابند نہیں ہے بلکہ مستقل کتاب ہے، اس لئے حضرت مؤلف رحمہ اللہ خوب گہرائی میں گئے ہیں، مثلا ایک لفظ ہے شریعت، اس کا جو مادہ ہے وہ شرع ہے، اب شرع کیا چیز ہے؟ اس سے شریعت بنتا ہے "لسان العرب" میں اس کی پوری تحقیق اور اس لفظ کا اصل مفہوم ومصداق لکھا گیا ہے جس سے قاری محظوظ بھی ہوتا ہے اور اس لفظ کی گہرائی واستعارے سے شریعت کی حیثیت واہمیت بھی سمجھ سکتا ہے۔

القاموس الوحید:

البتہ اردو میں جو " قاموس الوحید " ہے یہ اچھی چیز ہے، اردو کے سب لغات میں یہ زیادہ مفید اور جامع معلوم ہوتا ہے۔

سیرت:

سیرت کی دو شاخیں ہیں: ایک تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال، اورحیات طیبہ کو پہچاننا، ان کے زمانے کے حوادث وغیرہ کو پہچاننا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ سلم نے ۶۳ سال کیزندگی کس طرح گزاری؟ اس میں کیا کیا واقعات پیش آئے؟ سارے معجزات، خصوصیات ان سب کی ایک فہرست ہوتی ہے، کس سن میں کیاہوا؟

دوسری شاخ وہ ہے جس کو آسانی کے ساتھ عملی سیرت سے تعبیر کرسکتے ہیں۔ عملی سیرت کا مطلب یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات کیا تھے؟ ہم کیونکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرسکتے ہے؟ اس کو عملی سیرت کہا جاتاہے۔ پہلی شاخ میں کتابیں توبہت زیادہ ہے لیکن دو کتابیں بہت مفید ہیں۔

المواہب الدنیہ فی المنح المحمدیہ:

"المواہب الدنیہ فی المنح المحمدیہ" یہ علامہ قسطلانیؒ کی ہے، یہ شافعی المسلک ہے جس نے بخاری شریف کی شرح "ارشاد الساری "لکھی۔ علامہ قسطلانی، علامہ سخاوی، علامہ سیوطی رحمھم اللہ یہ ایک ہی شہر کے رہنے والے شافعی المسلک تھے، سب کے استاد شیخ الاسلام زکریا انصاریؒ ہے، ان کی عمر تقریبا ۱۰۰ سال ہے ۹۲۶ھ ان کی تاریخ وفات ہے۔ اس دور کے جتنے بھی علماء شافعیہ تھے، وہ تمام کسی نہ کسی

درجے میں ان کے شاگرد رہے ہیں کوئی بالواسط کوئی بلاواسطہ، ان کی کتابیں بہت زیادہ ہیں۔ ان حضرات علماء شوافع کا آپس میں جب کوئی نزاع پیش آتا تھا، تو حضرت شیخ الاسلام صاحب ان کے حکم بنتے۔ چنانچہ ایک بار علامہ سیوطیؒ، قسطلانیؒ سے ناراض ہوئے تھے اور کہا کرتے کہ یہ میری کتابوں سے علمی سرقہ کرتا ہے۔" المعاصرة اصل المنافرة" سچی بات ہے کوئی کتنا ہی بڑا ہو جائے، لیکن جو معاصرت کی نوک جھونک ہے یہ ہمیشہ رہتی ہے، برداشت نہیں ہوتا کہ میرا معاصر کیوں تفوق حاصل کررہا ہے، کیوں شہرت ملتی ہے، تو علامہ قسطلانیؒ سے علامہ سیوطیؒ ناراض ہوئے تھے اور شیخ الاسلامؒ کو بتایا تھا کہ یہ دیکھو میرے کتابوں سے چوری کرتا ہے اور حوالہ بھی نہیں دیتا، اور اس کے کچھ شواہد بھی پیش کیے کہ اس نے فلاں فلاں کتاب کا حوالہ دیا ہے کہ اس میں یہ لکھا ہے اس سے پوچھو کہ آپ نے اپنی ان آنکھوں سے کتاب کو دیکھا بھی ہے، یہ میں نے فلاں کتاب میں لکھا ہے تو وہاں سے یہ بات لکھی اور اصل کتاب کا حوالہ دیا، میرے کتاب کو غائب کردیا۔ قسطلانیؒ ننگے پاؤں معافی لینے گئے لیکن علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے ملاقات کئے بغیر یوں ہی واپس کردیا۔

علامہ سیوطیؒ چالس سال کے بعد سب کچھ چھوڑدیا، ملنا جلنا، دوستیاں، رشتہ داریاں سارا کچھ چھوڑ دیا، کتاب بند کر کے بس ذکر فکر کرتے رہے، بہت بڑے صوفی تھے، الحاوی للفتاوی میں ان کا رسالہ ہے کہ انبیاء علیہ السلام کی یقظۃ رؤیت ممکن ہے اور ایک جگہ غالباً یہ بھی لکھا ہے کہ میری تقریباً چالیس بار حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیداری میں ملاقات ہوئی ہے۔ غیر معمولی علمی اشتغال

کی وجہ سے ان کی کتابیں بھی اتنی ہیں جن کو شمار کرنا مشکل ہے، تقریبا چھ سو (٦٠٠) سے زیادہ کتابیں ہیں۔ محققین نے ان کے تالیفات پر کتابیں بھی لکھی ہیں۔

خیر، یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا۔ بہر حال "المواہب "تین جلدوں میں ہے ۔مواہب پر حاشیہ ہے علامہ زرقانیؒ کا" حاشیہ الزرقانی علی المواہب"، یہ محقق ہے ۔سیرت میں آپ کو پتہ ہے ضعاف، موضوعات وغیرہ بہت ہوتے ہیں تو یہ جابجا تطبیق کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

سبل الھدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد صلی اللہ علیہ وسلم:

دوسری کتاب ہے" سبل الھدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد صلی اللہ علیہ وسلم "علامہ محمد بن یوسف الصالحی کی ہے، یہ کتاب کافی مفید ہے، یہ بارہ جلدوں میں بیروت سے چھپی ہے، سہل بہت زیادہ ہے، سہل کا مطلب یہ ہے کہ آپ کوئی بات دیکھنا چاہے تو ہر بات کا الگ عنوان ہوتا ہے، ہر بات کو احصاء کے ساتھ جمع کرتے ہیں، مثلا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خدام کتنے تھے؟ کس صحابی کے ذمے کونسی خدمت تھی؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی باندیاں کتنی تھی؟ نکاح کتنے تھے؟ اب آپ کو دیکھنے کی ضرورت نہیں، اب یہ ساری باتیں آپ کو یکجا مل جائے گی، اس میں تلاش کرنے والوں کے لئے سہولت ہوتی ہے، جو سہولت پسند مزاج ہیں تو ان کے لئے یہ کتاب مفید ہے۔

اردو میں سیرت پر تین کتابیں بہت مفید ہیں:

سیرۃ النبی ﷺ:

اصل کتاب تو "سیرۃ النبی ﷺ" ہے، لیکن علامہ شبلی نعمانیؒ کے مزاج میں تھوڑی سی حریت اور آزادی تھی، نظریاتی لحاظ سے تھوڑی شدت تھی، اس کو شدت سے آپ تعبیر کرلیں یا اعتزال سے تعبیر کرلیں، "نزہۃ الخواطر" میں لکھا ہے کہ یہ اصولی لحاظ سے معتزلی تھے، ان کی جو کتاب "علم الکلام اور الکلام" کے نام سے چھپی ہے وہاں بھی جگہ جگہ پر معتزلہ کی تعریف کرتے ہیں، واصل ابن عطاء وغیرہ کو بڑی تعریف کے ساتھ، بڑے اہتمام کے ساتھ یاد کرتے ہیں کہ یہی لوگ تھے جنہوں نے اغیار کے حملوں کا منہ توڑ جواب دیا ہے، ندوہ کے بانیین میں تھے، بہت بڑے آدمی تھے، کتابوں کا بہت ذوق اللہ نے نصیب فرمایا تھا اور لکھنے کا انداز بھی۔ سید سلیمان ندوی صاحب جب فارغ ہوئے تو ان کا خاندانی پیشہ طب تھا، بھائی وغیرہ ان کو طبیب بنانے لگے، انہوں نے کہا کہ نہیں، یہ میرے ساتھ رہے گا، اس کو میں کچھ اور بناؤں گا۔ سید سلیمان صاحبؒ سے اللہ نے جو بڑا کام لیا اس میں بہت بڑا ہاتھ شبلیؒ کا ہے، ان کو بڑا ناز تھا حتی کہ شبلی نعمانیؒ کی وفات کے وقت ان کو بلایا، سید سلیمان ندوی صاحبؒ کو بیٹے کی طرح پالا تھا، اور فرمایا کہ آپ جب سیرت وغیرہ کاموں سے فارغ ہو جائے، تو میرے سوانح بھی لکھنا۔ پھر جب حضرت فارغ ہوگئے اور سیرت النبی کا بقیہ حصہ مکمل کیا، تو تقریباً چھ سو (۶۰۰) صفحات میں اپنے اس گراں قدر استاذ کے سوانح لکھے۔

سید سلیمان ندوی صاحب بہت ماہر و محتاط آدمی تھے اس لئے پوری بات صاف صاف لکھی، بہرحال شبلی نعمانیؒ کی کتاب "سیرت النبی ﷺ"، انہوں نے اس

کتاب میں مستشرقین کے اعتراضات کو بھی جمع کیا اور اس کا جواب بھی دیا، لیکن بعض جگہوں میں کچھ کوتاہیاں آئی، کچھ مرغوبیت سی تھی، اس لئے جہاد وغیرہ کے موضوع پر ان کا قلم تھوڑا سا پھسل گیا، پھر بعد میں سید سلیمان ندوی صاحب نے مکمل بھی کیا اور جابجا ان کی جو تسامحات تھیں ان کی اصلاح بھی کرلی، لیکن سمجھ نہیں آرہی، یہ کیا مسئلہ ہے، مولانا احمد رضا بجنوری صاحب نے، "عجالہ نافعہ" کے شروع میں حضرت چشتی صاحبؒ کے نام خط لکھا ہے، اس میں لکھا ہے کہ سید سلیمان ندوی صاحبؒ نے اصلاح تو کی ہے، لیکن ندوہ والے وہ چھاپتے نہیں۔

ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم:

ایک بریلوی عالم حضرت مولانا پیر کرم شاہ اظہری صاحب کی کتاب ہے، سات جلدوں میں چھپی ہے، یہ آدمی بڑی حد تک معتدل اور خیر خواہ ہے۔ اس کے آخری ڈیڑھ جلد مکمل فتنہ استشراق پر ہے، یہ بھی مفید ہے، البتہ ان کی تمام باتوں سے اتفاق کرنا مشکل ہے۔

سیرت المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم:

"سیرت النبی" میں کچھ گڑبڑ ہوگئی تو اس کی اصلاح کے لئے حضرت مولانا ادریس کاندھلویؒ میدان میں آئے اور انہوں نے "سیرت المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم" کے نام سے ایک بہترین کتاب لکھی، یہ بہت مفید ہے، آپ یہ کہے کہ یہ سیرت النبی کا اصلاحی سانچہ ہے تو بے جانہ ہوگا۔

خطبات مدراس:

تیسری کتاب ہے "خطبات مدراس "،(یہ مِدراس نہیں ہے)،بعض مَدارِس پڑھتے ہے ،یہ دونوں درست نہیں ،مدراس ہندوستان کا شہر ہے ،وہاں سید سلیمان ندوی صاحبؒ نے یہ خطبات دیئے تھے ،یہ عجیب خطبات ہیں ،اگرچہ ہے تو مختصر لیکن آپ پڑھ لیں توبہت مفید چیز ہے۔

دوسرا شعبہ عملی سیرت:

زاد المعاد في هدي خير العباد صلی اللہ علیہ وسلم:

سیرت کا جو دوسرا شعبہ ہے عملی سیرت کا،اس پر جامع کتاب علامہ ابن قیمؒ کی "زاد المعاد "ہے،یہ دو جلدوں میں ہے، مفید کتاب ہے ،البتہ ابن قیمؒ ہر کتاب میں چاہے موقع ہو یا نہ ہو،موضوع سے مناسب ہو یا نہ ہو،چند مسائل چیڑتے ہیں،یہ اس کا اپنا ایک مزاج ہے اور حالات زمانہ کا بھی کچھ اثر ہے،لیکن کتاب بہت مفید ہے،عربی میں یہ کتاب کافی ہے۔

اردو میں دو کتابیں ہیں:

اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم:

(ا) ایک" اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم "حضرت ڈاکٹر عبدالحیی عارفی صاحب کی ہے ،یہ باقاعدہ عالم نہیں تھے ،لیکن حضرت تھانویؒ کے خصوصی خلفاء اور ممتاز خلفاء میں سے تھے،اللہ نے بہت کام لیا۔جب تھانویؒ کا خلیفہ ہوتا ہے ،تو بس وہ نام کافی ہوتا ہے،البتہ یہ مکمل نہیں ہے۔

شمائل کبری:

ایک "شمائل کبری" ہے، یہ مکمل ہے، بہت زیادہ احادیث ہیں، لیکن اس میں صحیح، ضعیف اور موضوعات وغیرہ کی تمیز نہیں ہوتی، نیز بعض جگہوں پر اس میں احتیاط سے کام نہیں لیا گیا، اس لئے میں تو ابھی کسی کو اور خاص طور پر عام آدمی کو اس کا مشورہ نہیں دیتا، ورنہ یہ کتاب کافی مفصل ہے۔

سنن وآداب:

تیسری کتاب ہندوستان سے اب چھپی ہے، مدارس میں مختلف سرگرمیاں ہوتی ہیں، تو اس میں طلباء کی صلاحیتیں نکھر کر سامنے آجاتی ہیں، (اور مدارس میں ایسا ہونا چاہیے)، تو وہاں مدرسے میں مقابلے کی ایک فضاء پیدا ہوگئی اتباع سنت کے نام سے، مثلاً: کھانے کی سنتیں کتنی ہیں؟ پینے کی سنتے کتنی ہیں؟ بیٹھنے کی سنتیں کتنی ہیں؟ تو اس پر ایک طالب نے مکمل کام کیا اور "سنن وآداب" کے نام سے یہ کتاب لکھی۔

خاتمہ:

یہاں تک مختلف علوم وفنون کے متعلق جن کتابوں کا ذکر کیا گیا ہے، یہ اس ناکارہ کے ناقص فہم وفکر اور تلاش ومطالعہ کا حاصل ہے۔ بعض موضوعات رہ گئی ہیں، اس پر کسی اور دن گفتگو کریں گے، ان شاء اللہ۔